ہفت روزہ

ندائے خلافت

لاہور

23

www.tanzeem.org

28 شعبان تا 4 رمضان المبارک 1436ھ/16 تا 22 جون 2015ء

امر الٰہی کی تعمیل کا نام روزہ ہے

روزہ دراصل امر الٰہی کی تعمیل کا نام ہے۔ جس طرح فجر کے بعد کھانے پینے اور خواہشات کی تکمیل کی ممانعت ہے، خواہ کتنی ہی بھوک پیاس لگے، اور طبیعت پر کیسا ہی تقاضا ہو، اسی طرح غروب آفتاب کے بعد کھانے پینے سے احتراز کی بھی ممانعت ہے، خواہ زہد وترک دنیا کے جذبات اس وقت کتنے ہی طاقت ور کیوں نہ ہوں۔ فیصلہ نفس پر، خواہشات پر اور ذوقِ عبادت پر نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کے حکم پر ہوگا اور اس حکم سے سرتابی اللہ کے سامنے بہادری دکھانے اور دین کے ساتھ کشمکش کے مترادف سمجھی جائے گی۔ روزہ دار اپنی خواہشات سے جتنا آزاد ہوگا، حکم الٰہی، شریعت الٰہی کا جتنا پابند اور مشیت الٰہی پر جتنا راضی ہوگا، اسی قدر اپنی عبودیت میں سچا اور انانیت سے پاک سمجھا جائے گا۔

حضرت مجدد الف ثانیؒ اپنے ایک مکتوب میں فرماتے ہیں:

”سحور میں تاخیر اور افطار میں تعجیل سے روزہ دار کا عجز و احتیاج اچھی طرح ظاہر ہوتا ہے اور یہ بات اس کی عبدیت کے عین مطابق ہے اور اس کے حکم کو پورا کرتی ہے۔“

مولانا سید ابوالحسن علی ندوی

اس شمارے میں

شکریہ نریندر مودی، تیرا شکریہ!

استقبالِ رمضان

......یا خدا کوئی عمرؓ دے دے!

رمضان کو کیسے قیمتی بنائیں!

بیماری میں روزہ

سود: ایک لعنت

رمضان المبارک کے دوران دورۂ ترجمہ قرآن کے پروگراموں کی فہرست

تنظیم اسلامی کی دعوتی و تربیتی سرگرمیاں

الھدیٰ (663)

ڈاکٹر اسرار احمد

فلاحِ آخرت کی کوشش

سُورۃ بَنِیٓ اِسْرَاءِیل | بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ | آیات:19، 20

وَمَنْ اَرَادَ الْاٰخِرَةَ وَسَعٰى لَهَا سَعْيَهَا وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَاُولٰٓئِكَ كَانَ سَعْيُهُمْ مَّشْكُوْرًا ﴿۱۹﴾
كُلًّا نُّمِدُّ هٰٓؤُلَآءِ وَهٰٓؤُلَآءِ مِنْ عَطَآءِ رَبِّكَ ۭ وَمَا كَانَ عَطَآءُ رَبِّكَ مَحْظُوْرًا ﴿۲۰﴾

آیت ۱۹ ﴿وَمَنْ اَرَادَ الْاٰخِرَةَ وَسَعٰى لَهَا سَعْيَهَا وَهُوَ مُؤْمِنٌ﴾ ’’اور جو کوئی آخرت کا طلب گار رہو اور اس کے لیے اس کے شایانِ شان کوشش کرے اور وہ مؤمن بھی ہو‘‘

یعنی اس کی یہ طلب صرف زبانی دعویٰ تک محدود نہ ہو بلکہ حصولِ آخرت کے لیے وہ ٹھوس اور حقیقی کوشش بھی کرے جیسا کہ کوشش کرنے کا حق ہے۔ اور پھر یہ بھی ضروری ہے کہ وہ اہلِ ایمان میں سے ہو کیونکہ ایمان کے بغیر اللہ کے ہاں بڑی سے بڑی نیکی بھی قابلِ قبول نہیں ہے۔

﴿فَاُولٰٓئِكَ كَانَ سَعْيُهُمْ مَّشْكُوْرًا ﴿۱۹﴾﴾ ’’تو یہی لوگ ہوں گے جن کی کوشش کی قدر افزائی کی جائے گی۔‘‘

ہر انسان کو چاہیے کہ وہ اپنی منصوبہ بندیوں اور شبانہ روز بھاگ دوڑ کی ترجیحات کا تجزیہ کر کے اپنا احتساب کرے کہ وہ کس قدر دنیا کا طالب ہے اور کس حد تک فلاحِ آخرت کو پانے کا خواہش مند؟ بہر حال دنیا پر آخرت کو ترجیح دینا اور پھر اپنے قول و فعل سے اپنی ترجیحات کو ثابت کرنا ایک کٹھن اور دشوار کام ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم میں سے ہر ایک کو اس کی ہمت اور توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

آیت ۲۰ ﴿كُلًّا نُّمِدُّ هٰٓؤُلَآءِ وَهٰٓؤُلَآءِ مِنْ عَطَآءِ رَبِّكَ ۭ﴾ ’’ہم سب کو مدد پہنچائے جا رہے ہیں‘ ان کو بھی اور ان کو بھی‘ آپؐ کے رب کی عطا سے۔‘‘

یہ دنیا چونکہ دار الامتحان ہے اس لیے جب تک انسان یہاں موجود ہیں‘ ان میں سے کوئی مجرم ہو یا اطاعت گزار‘ ہر ایک کی بنیادی ضروریات پوری ہو رہی ہیں۔ یہ اللہ تعالیٰ کی خصوصی نوازش ہے جس میں سے وہ اپنے نافرمانوں اور دشمنوں کو بھی نواز رہا ہے۔

﴿وَمَا كَانَ عَطَآءُ رَبِّكَ مَحْظُوْرًا ﴿۲۰﴾﴾ ’’اور آپؐ کے رب کی عطا رکی ہوئی نہیں ہے۔‘‘

دنیا میں اللہ تعالیٰ کی یہ عطا اور بخشش عام ہے۔ اس میں دوست اور دشمن کے امتیاز کی بنیاد پر کوئی قدغن یا روک ٹوک نہیں ہے۔

فرمان نبوی

دنیا سے محبت کا نقصان

عَنْ اَبِیْ مُوْسٰی رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ اَحَبَّ دُنْیَاهُ اَضَرَّ بِاٰخِرَتِهٖ وَمَنْ اَحَبَّ اٰخِرَتَهٗ اَضَرَّ بِدُنْیَاهُ فَاٰثِرُوْا مَا یَبْقٰی عَلٰی مَا یَفْنٰی)) (رواہ احمد)

حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ’’جو شخص دنیا سے پیار کرتا ہے وہ اپنی آخرت کو ضرور نقصان پہنچاتا ہے، اور جو شخص آخرت سے محبت کرتا ہے وہ اپنی دنیا کو ضرور بگاڑتا ہے۔ لوگو! دائمی کو عارضی پر ترجیح دو۔‘‘

تشریح: جو لوگ دنیا کی چند روزہ زندگی میں ہر طرح کے مادی فائدے اور عیش و آرام کے اسباب مہیا کر لیتے ہیں وہ آخرت میں کامیاب نہیں ہو سکتے اور جن کی تگ و دو کا ہدف یہ ہو کہ ’’اللہ کے لیے جینا ہے اور آخرت کی زندگی میں کامیاب ہونا ہے‘‘ وہ دنیا پرستوں کی طرح خوشحال نہیں ہو سکتے۔ وہ ہر طرح کی تکلیف اور نقصان تو برداشت کر سکتے ہیں لیکن کوئی ایسا کام نہیں کرتے جو اللہ کے غضب کو دعوت دینے والا ہو۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اداریہ

مرزا ایوب بیگ

شکریہ نریندر مودی، تیرا شکریہ!

کوئی خارجی قوت کسی فرد، گروہ، جماعت، ملک یا قوم کو اُس وقت تک نقصان نہیں پہنچا سکتی جب تک وہ اکائی یا اجتماعیت خود داخلی انتشار کی وجہ سے ضعف اور کمزوری کا شکار نہ ہو جائے، یا خود انحصاری اور خود اعتمادی کی بجائے دوسروں کا سہارا ڈھونڈنے لگے، یا خود احتسابی کی بجائے اپنی ناکامیوں کو صرف خارج میں تلاش کرے اور اپنی اصلاح پر آمادہ نہ ہو۔ انسان اور انسانوں کے جمع ہونے سے تشکیل پانے والے معاشرے سب خطا کے پتلے ہیں لیکن ان کا مقدر تباہی و بربادی اُس وقت ٹھہرتا ہے جب یہ غلطی اور گمراہی پر اصرار کرتے ہیں اور رجوع سے انکاری ہوتے ہیں۔ مشرقی پاکستان بنگلہ دیش میں تبدیل ہوا تو یہ یقیناً داخلی انتشار اور خلفشار کا نتیجہ بھی تھا۔ دینی بھائیوں نے علاقائی اور لسانی عصبیت کی بنا پر ایک دوسرے کا خون بہایا۔ عصمتیں لوٹی گئیں۔ جائیدادیں تباہ و برباد ہوئیں۔ یقیناً یہ اپنوں کی ہمالائی غلطیوں اور حماقتوں کی وجہ سے ہوا۔ زبان و زمین کی اندھی محبت نے دین و ایمان کو سانپ بن کر ڈس لیا۔ یہ سب کچھ اہل پاکستان کی کرتوتوں کا نتیجہ تھا، خصوصاً اُس دور کی عسکری قیادت نے ہوس اقتدار میں شرمناک کردار ادا کیا۔ بہرحال یہاں ایک سوال پیدا ہوتا ہے، وہ یہ کہ کیا کسی کے پڑوس میں بھائی باہم گتھم گتھا ہو جائیں، ایک دوسرے کے گریبان پکڑ لیں، ایک دوسرے پر بندوقیں تان لیں، ایک بھائی دوسرے بھائی کا خون کر دے تو کیا پڑوسی کو یہ حق حاصل ہو جائے گا کہ وہ موقع غنیمت جانتے ہوئے مکان کے کسی حصہ پر قبضہ کر لے یا ایک بھائی سے مل کر دوسرے کو نکال باہر کرے؟ یا پھر اگر کسی گھر کے مکین رات کو گھر کے دروازے چوپٹ کھلے چھوڑ دیں اور غافل ہو کر سو جائیں تو کیا چور کو حق حاصل ہو جائے گا کہ وہ گھر کی قیمتی اشیاء اٹھا کر لے جائے؟ اہل خانہ تو اپنا کیا بھگتیں گے، لیکن غاصب اور چور دونوں ہی بدترین مجرم ہیں۔ مزید آگے بڑھتے ہیں۔ کیا غاصب پڑوسی یا چور اعترافِ جرم کر لے تو اُن کے خلاف مقدمات قائم نہیں ہونے چاہئیں اور اُنہیں مطابقِ جرم سزا نہیں ملنی چاہیے؟

سانحہ 1971ء یعنی سقوط ڈھاکہ سے مسلمانان پاکستان کو ذلت و رسوائی کا سامنا کرنا پڑا۔ جان و مال تلف ہوا۔ عزتیں برباد ہوئیں۔ تاریخ میں مسلمانوں کو کئی بار شکست اور پسپائی کا سامنا کرنا پڑا لیکن مسلمانوں کی اتنی بڑی فوج کا کافروں کے سامنے ہتھیار ڈالنا ایسا واقعہ ہے کہ اس کی نظیر اسلامی تاریخ میں ڈھونڈ نکالنا بہت مشکل ہے۔ گویا مسلمانانِ پاکستان نے جو بویا سو کاٹ لیا لیکن ہم اُن قوتوں سے یہ سوال ضرور پوچھیں گے جنہوں نے زبردست جدوجہد سے دنیا کو گلوبل ویلیج بنایا اور اُس میں جنرل اسمبلی، سلامتی کونسل اور عالمی عدالتِ انصاف جیسے ادارے قائم کر کے اس عالمی گاؤں کے چودھری بنے، کیا اُنہوں نے نریندر مودی کی بنگلہ دیش میں تقاریر سنیں جس میں اس نے برملا اور واشگاف الفاظ میں اعتراف کیا کہ بھارت کے فوجیوں نے مشرقی پاکستان میں داخل ہو کر خوں ریزی کی اور وطن کے باغیوں کے ساتھ مل کر پاکستان کو دولخت کیا۔ اقوام متحدہ ظاہری طور پر سرحدوں کے تقدس کی زبردست قائل ہے اور اُس کا چارٹر کسی

ہفت روزہ

لاہور

ندائے خلافت

تا خلافت کی بنا دنیا میں ہو پھر استوار
لا کہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب و جگر

تنظیم اسلامی کا ترجمان، نظامِ خلافت کا نقیب

بانی: اقتدار احمد مرحوم

28 شعبان تا 4 رمضان المبارک 1436ھ — جلد 24
16 تا 22 جون 2015ء — شمارہ 23

مدیر مسئول: حافظ عاکف سعید
مدیر: ایوب بیگ مرزا
نائب مدیر: محمد خلیق
ادارتی معاون: فرید اللہ مروت

نگران طباعت: شیخ رحیم الدین
پبلشر: محمد سعید اسعد، طابع: رشید احمد چودھری
مطبع: مکتبہ جدید پریس، ریلوے روڈ، لاہور

مرکزی دفتر تنظیم اسلامی:

67-اے، علامہ اقبال روڈ، گڑھی شاہو لاہور-54000
فون: 36316638-36366638-
E-Mail:markaz@tanzeem.org
مقام اشاعت: 36-کے، ماڈل ٹاؤن، لاہور-54700
فون: 03-35869501 فیکس: 35834000
publications@tanzeem.org

قیمت فی شمارہ 12 روپے

سالانہ زرِ تعاون
اندرونِ ملک...... 450 روپے
بیرون پاکستان
انڈیا ------------------ (2000 روپے)
یورپ، ایشیا، افریقہ وغیرہ (2500 روپے)
امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا وغیرہ (3000 روپے)
ڈرافٹ، منی آرڈر یا پے آرڈر
"مکتبہ مرکزی انجمن خدام القرآن" کے عنوان سے ارسال کریں۔ چیک قبول نہیں کیے جاتے

"ادارہ" کا مضمون نگار حضرات کی تمام آراء سے پورے طور پر متفق ہونا ضروری نہیں

ایک ملک کو ہرگز ہرگز یہ اجازت نہیں دیتا کہ وہ اپنے تئیں فیصلہ کر کے دوسرے ملک کی سرحدوں کو پامال کر دے۔ پاکستان کا بھارت پر یہ الزام تھا کہ اُس نے پڑوسی کی سرحدوں کو پامال کر کے عالمی سطح پر جرم کا ارتکاب کیا ہے۔ بھارت کے وزیراعظم کے سرعام اعتراف کے بعد اب بھارت ملزم سے مجرم بن چکا ہے۔ بھارت کے وزیراعظم نے یہ اعتراف بڑے فخریہ انداز میں کیا ہے۔ اعترافِ جرم کے بعد عدل و انصاف کے تقاضے انتہائی آسانی سے پورے ہو جاتے ہیں۔ اس اعتراف کے بعد بھی عالمی عدالتِ انصاف اور دوسرے عالمی ادارے بھارت کی چوکھٹ پر اس لیے سجدہ ریز رہتے ہیں کہ وہ دنیا کی سب سے بڑی (نام نہاد) جمہوریت ہے، اور وہ سپریم پاور آف دی ورلڈ یعنی امریکہ کی حلیف ریاست ہے، پھر یہ کہ وہ امریکہ اور روس کی بہت بڑی مارکیٹ ہے لہٰذا جس کی لاٹھی اُس کی بھینس کے اصول کے مطابق عالمی سطح پر اقرارِ جرم کے باوجود بھارت کو مذمت کا ایک لفظ تک نہیں کہا جائے گا۔ گلوبل ویلیج کے ان چودھریوں کا رویہ ہماری توقعات کے عین مطابق ہے لیکن کیا ہمارے اُن دانشوروں کی آنکھیں بھی کھلی ہیں جو بات بات پر اقوام متحدہ کے چارٹر اور عالمی قوانین کا حوالہ دیتے ہیں، جو ہر دم گوروں کی منصفی کے گُن گاتے ہیں، جو افغانستان پر نیٹو کا حملہ اس لیے درست گردانتے ہیں کہ سلامتی کونسل نے باقاعدہ اس کی اجازت دی تھی اور بہک کر یہاں تک کہہ جاتے ہیں کہ نیٹو سپلائی کو افغانستان جانے سے روکنا اور نیٹو افواج کو لاجسٹک سپورٹ فراہم نہ کرنا اقوام متحدہ کے رکن کی حیثیت سے ایک جرم کی حیثیت رکھتا ہے۔ سیدھی سی بات ہے کہ یا یہ خود فریبی ہے یا غلامانہ ذہنیت کی بدترین شکل ہے، یا معاف کیجیے گا یہ ملک و قوم کی ارزاں فروخت ہے۔

ہم نے آغاز میں عرض کیا تھا کہ افراد اور اقوام غلطیاں دہرانے اور اُن پر اصرار کرنے سے تباہ ہوتی ہیں۔ آیئے 1971ء کے حالات اور آج کی صورت حال کا موازنہ کرتے ہیں۔ ہم نہیں سمجھتے کہ اس حوالہ سے دو رائے ہوں کہ حالات پہلے سے بھی ابتر ہو چکے ہیں۔ بُرائی کی ہر قسم اور ہر صورت میں اضافہ ہوا ہے۔ سیاسی، معاشی اور معاشرتی سطح پر پاکستان زوال اور گراوٹ کی آخری حدوں کو چھو رہا ہے۔ اسلامی اقدار اور اخلاق کو اپنانا اور اچھا مسلمان بننا بڑی دور کی بات ہے، عام انسانی اقدار کو بھی بُری طرح پامال کیا جا رہا ہے۔ تو کیا یہ ممکن ہے کہ حالات اور معاملات ایک جیسے ہوں اور نتیجہ مختلف نکلے؟ اس پس منظر میں مودی اینڈ کمپنی کے اشتعال انگیز بیانات کو سمجھنے کی کوشش کریں۔ وہ صاف صاف کہہ رہا ہے کہ ہم نے اُس وقت بھی موقع نہیں گنوایا تھا، اب بھی نہیں گنوائیں گے۔ ہم تجزیہ نگاروں کے ان دلائل سے اتفاق کرتے ہیں کہ بھارت کی اصل تکلیف یہ ہے کہ چائنہ پاکستان اکنامک کوریڈور پاکستان کی اقتصادی خوشحالی کا باعث بنے گا۔ پھر یہ کہ پاکستان میں دہشت گردی میں کمی سے بھارتی عزائم کی تکمیل مشکل ہو جائے گی۔ پاکستان میں حالات کی بہتری سے مقبوضہ کشمیر میں مجاہدین کو تقویت حاصل ہو گی۔ کلیدی بات یہ ہے کہ آج پاکستان ایک ایٹمی قوت ہے، اس سے کشیدگی کو انتہا تک لے جانے سے پہلے سو بار سوچنا ہوگا۔ آخری اور اہم ترین بات یہ کہ پاکستان اور چین کے گرم جوش دوستانہ تعلقات خطے میں بالادستی کے بھارتی خواب کو چکنا چور کر دیں گے۔ ہم اِن تجزیوں سے اتفاق کرتے ہیں، لیکن ہمیں دو باتوں کو کسی صورت فراموش نہیں کرنا چاہیے۔ ایک تو یہ کہ سوویت یونین جب شکست و ریخت سے دوچار ہوا تو وہ پاکستان سے کہیں بڑی ایٹمی قوت تھا، لہٰذا بھارت بھی اپنے مذموم عزائم کی تکمیل کھلی جنگ سے گریز کرتے ہوئے کرنا چاہے گا۔ سوویت یونین کی فوج کو افغانستان میں الجھایا گیا تھا، پاکستانی فوج کو ملک کے کونہ کونہ میں الجھایا جا رہا ہے۔ دوسری بات یہ کہ ملکی اداروں کا باہمی تصادم پاکستان کو دشمن کا تر نوالہ بنا سکتا ہے۔ آخر میں ہم بھارتی وزیراعظم مودی کا شکریہ ادا کریں گے کہ اُنہوں نے بھارت کے چہرے پر پڑا ہوا سیکولرازم کا نقاب نوچ کر بھارت کی شاہراؤں اور گلیوں میں بکھیر دیا ہے۔ بھارت کا بدنما اور داغ دار چہرہ کھل کر سامنے آ گیا ہے۔ بی جے پی دوسروں کے لیے جو گڑھا کھود رہی ہے، بھارت خود اُس میں گر جائے گا۔ بھارت میں اس وقت جو راگ الاپا جا رہا ہے اور مسلمانوں سے جو طرزِ عمل اختیار کیا جا رہا ہے، اُس سے دوقومی نظریہ کو زبردست تقویت حاصل ہوگی۔ ہم اس بے ہودہ گوئی سے یہ فائدہ بھی محسوس کر رہے ہیں کہ پاکستان میں امن کی آشا کے پرچارک اور ہمیں کشمیر بھول جانے کا لیکچر دینے والے اور دن رات بھارت سے تجارت کے فوائد گنوانے والے سیکولر ماہر معاشیات اور مشرقی پاکستان کو بنگلہ دیش بنانے کا الزام صرف اسلامی جماعتوں اور پاکستان کی فوج پر دھرنے والے بھارتی لابسٹ آج کل منظر سے غائب ہیں۔ کچھ عرصہ پہلے بھارتی پارلیمنٹ میں ایک مسلمان پارلیمنٹرین کی تقریر نے ان عناصر کو مزید شرمندہ کیا تھا۔ ان صاحب نے پارلیمنٹ میں صاف صاف اعلان کیا کہ ہمارے اپنے دیش میں ہم سے مذہب کی بنیاد پر دشمنی کی جا رہی ہے۔ شاید اللہ رب العزت ہم نالائقوں کی غفلت اور نااہلی سے صرفِ نظر کرتے ہوئے خود دوقومی نظریہ کو عالمی سطح پر اجاگر کرنے کی تدبیر کر رہا ہے۔ یقیناً وہ بہترین تدبیر کرنے والا ہے، اُس کے سامنے سب کا مکر ہیچ ہے۔ آج پاکستان دشمنوں کے ہاتھوں نظریاتی ریاست ثابت ہو رہا ہے۔ اب ہمارا یہ فرض ہے کہ ہم اس نظریہ کو عملی تعبیر دیں۔ یقین کیجیے دنیا اور آخرت میں ہماری سرخروئی اور سرفرازی کا یہی واحد راستہ ہے۔ اے اللہ! تو نے ہم پر سیدھی راہ واضح کی ہے۔ ہمیں توفیق عطا فرما کہ ہم اس پر دل و جان سے گامزن ہو جائیں۔ آمین ثم آمین!

رمضان المبارک کے دو متوازی پروگرام: دن کا صیام اور رات کا قیام

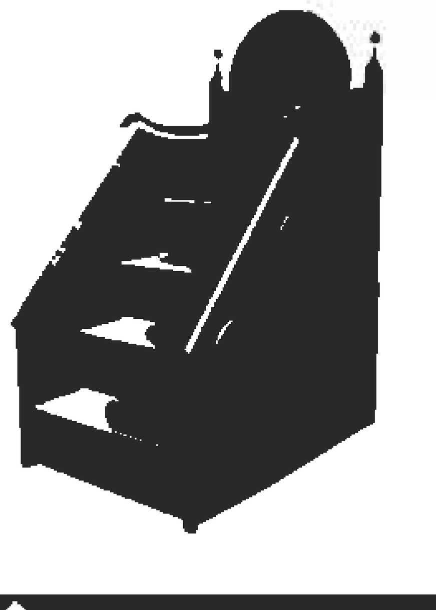

استقبالِ رمضان!

مسجد قرآن اکیڈمی، ڈیفنس، کراچی میں امیر تنظیم اسلامی حافظ عاکف سعید حفظہ اللہ کے 5 جون 2015ء کے خطابِ جمعہ کی تلخیص

مرتب: حافظ محمد زاہد

ماہ رمضان کی آمد آمد ہے اور آپ جانتے ہیں کہ یہ بہت ہی برکتوں والا مہینہ ہے۔ اس ماہ مبارک میں اللہ کی رحمت گویا ٹھاٹھیں مارتے ہوئے سمندر کی مانند ہو جاتی ہے اور ہر نیک عمل کا اجر ستر گنا ہو کر ملتا ہے۔ چنانچہ اس ماہ کی برکات سے فائدہ اُٹھانے کے لیے ذہنی تیاری ناگزیر ہے اور آج ہماری گفتگو اسی تیاری سے متعلق ہے۔

یہ حقیقت ہے کہ انسان بغیر پلاننگ اور ذہنی تیاری کے فائدہ نہیں اٹھا سکتا۔ انسان کی اسی نفسیات کو مدنظر رکھتے ہوئے اللہ کے رسول ﷺ نے بھی شعبان کے آخری روز ایک بلیغ خطبہ ارشاد فرمایا تھا جس میں رمضان کے فضائل کے ساتھ اس کی خصوصیات کا بھی ذکر فرمایا اور اس میں زیادہ سے زیادہ نیکیاں کمانے کی تلقین بھی کی۔ اگر ہم ماہ رمضان کی برکتوں اور رحمتوں کے حوالے سے احادیث مبارکہ اور خاص طور پر حضور اکرم ﷺ کے اس خطبہ کا اعادہ کر لیں تو پھر اس کا قوی امکان ہے کہ ہم اس ماہ مبارک کی برکتوں سے بہتر طور پر فائدہ اٹھا سکتے ہیں، ورنہ یہی ہوگا کہ

اب کے بھی شاخ سبز میں پتا نہ کوئی پھول
اب کے بھی دن بہار کے یونہی گزر گئے

رسول اللہ ﷺ کا یہ خطبہ رمضان کی تیاری اور استقبالِ رمضان کے حوالے سے قیامت تک کے آنے والے لوگوں کے لیے انتہائی اہم اور بہت موثر ہے۔ اس کے راوی حضرت سلمان فارسیؓ ہیں اور امام بیہقی نے اپنی کتاب شعب الایمان میں اس خطبہ کو نقل کیا ہے۔ اب ہم اس خطبہ کا اعادہ کرتے ہیں۔

حضرت سلمان فارسیؓ بیان کرتے ہیں کہ ماہ شعبان کی آخری تاریخ کو رسول اللہ ﷺ نے ہمیں ایک اہم خطبہ دیا اور اس میں آپ ﷺ نے فرمایا:

((یَا اَیُّھَا النَّاسُ قَدْ اَظَلَّکُمْ شَھْرٌ عَظِیْمٌ شَھْرٌ مُبَارَکٌ ، شَھْرٌ فِیْہِ لَیْلَۃٌ خَیْرٌ مِنْ اَلْفِ شَھْرٍ))

''اے لوگو! تم پر ایک عظمت اور برکت والا مہینہ سایہ فگن ہو رہا ہے جس کی ایک رات (شب قدر) ہزار مہینوں سے بہتر ہے۔''

یعنی اس ایک رات میں عبادت کرنا ہزار مہینوں کی عبادت سے افضل ہے۔

((جَعَلَ اللّٰہُ صِیَامَہٗ فَرِیْضَۃً وَقِیَامَ لَیْلِہٖ تَطَوُّعًا))

''اس مہینے کے روزے اللہ تعالیٰ نے فرض کیے ہیں اور اس کی راتوں میں بارگاہ خداوندی میں کھڑا ہونے (یعنی نماز تراویح پڑھنے) کو نفل عبادت مقرر کیا ہے (جس کا بہت بڑا ثواب ہے)۔''

سورۃ البقرۃ میں بھی اس مہینہ کے روزے کی فرضیت کا اعلان کیا گیا ہے: ﴿فَمَنْ شَھِدَ مِنْکُمُ الشَّھْرَ فَلْیَصُمْہُ﴾ (آیت 185) ''تو جو کوئی بھی تم میں سے اس مہینے کو پائے اس پر لازم ہے کہ روزہ رکھے''۔ اس مہینے میں روزہ رکھنا تو فرض ہے جبکہ رات کا قیام نفل ہونے کے باوجود بہت ہی اجر و ثواب کا باعث ہے۔ قیام اللیل کا اطلاق سورۃ المزمل کی آیات کی روشنی میں کم سے کم ایک تہائی رات پر ہوتا ہے لیکن خلفائے راشدین کے دور سے ہی اس کا کم سے کم نصاب اُمت کے اندر رواج پا گیا ہے اور وہ ہے نظام تراویح یعنی عشاء کے بعد 20 رکعتیں پڑھنا۔ یہ قیام اللیل بہت اجر و فضیلت کا باعث ہے۔

آگے حضور اکرم ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ تَقَرَّبَ فِیْہِ بِخَصْلَۃٍ مِّنَ الْخَیْرِ کَانَ کَمَنْ اَدّٰی فَرِیْضَۃً فِیْمَا سِوَاہُ وَمَنْ اَدّٰی فَرِیْضَۃً فِیْہِ کَانَ کَمَنْ اَدّٰی سَبْعِیْنَ فَرِیْضَۃً فِیْمَا سِوَاہُ))

''جو شخص اس مہینے میں اللہ کی رضا اور اس کا قرب حاصل کرنے کے لیے کوئی غیر فرض عبادت (یعنی سنت یا نفل) ادا کرے گا تو اس کو دوسرے زمانہ کے فرضوں کے برابر اس کا ثواب ملے گا اور اس مہینہ میں فرض ادا کرنے کا ثواب دوسرے زمانہ کے ستر فرضوں کے برابر ملے گا۔''

انسان جو بھی نیکی کرے وہ خالصتاً اللہ کی رضا کے لیے ہونی چاہیے اس لیے کہ اگر نیت ریاکاری اور شہرت کی ہو پھر تو وہ نیکی برباد ہوگی۔ بہر حال اس ماہ میں خلوصِ نیت سے ادا کیے گئے نفل کا ثواب فرض کے برابر اور ایک فرض کا ثواب ستر فرضوں کے برابر ہو جاتا ہے۔ اسی لیے اس ماہ کو نیکیوں کا موسم بہار اور نیکیوں کی لوٹ سیل کا مہینہ کہا جاتا ہے۔ لہٰذا زیادہ سے زیادہ نیکیاں سمیٹو اور جو نہ سمیٹ سکا تو وہ بعد میں کفِ افسوس ملے گا۔

آگے اس ماہ کی خصوصیات کا ذکر کرتے ہوئے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

﴿ وَھُوَ شَھْرُ الصَّبْرِ وَالصَّبْرُ ثَوَابُہُ الْجَنَّۃُ ﴾

''یہ صبر کا مہینہ ہے اور صبر کا بدلہ جنت ہے۔''

یہ مہینہ واقعی صبر کا ہے اس لیے کہ اس میں جائز، حلال اور طیب چیزوں سے بھی انسان صبح صادق سے غروب آفتاب تک رُکتا ہے۔ یہ رکنا دراصل صبر اور تقویٰ کی ٹریننگ ہے۔ انسان کی نفسانی خواہشات میں حدود کو پھلانگنے کا رجحان پایا جاتا ہے' جبکہ تقویٰ یہ ہے کہ انسان سارا سال اپنے آپ کو حرام سے روک کے رکھے' گناہ سے باز آ جائے اور منکرات سے اجتناب کرے۔ اسی کا نام صبر ہے۔

ہم سمجھتے ہیں کہ کسی تکلیف یا مصیبت کو خندہ پیشانی سے برداشت کر لینا صبر ہے' جبکہ حقیقت میں صبر کا مفہوم بہت جامع اور ہمہ گیر ہے۔ چنانچہ امام راغب اصفہانی نے صبر کے تین لیول معین کیے ہیں: (1) صَبْرٌ عَنِ الْمَعْصِيَةِ: گناہوں اور معاصی سے اپنے آپ کو روکنا۔ (2) صَبْرٌ عَلَى الطَّاعَةِ: اطاعت، بندگی اور دینی فرائض کی ادائیگی پر کاربند ہونا۔ اس کے لیے بھی استقامت درکار ہوتی ہے اور یہ کوئی آسان کام نہیں ہے۔ (3) صَبْرٌ عِنْدَ الْمُصِيبَةِ: مشکلات اور سختیوں میں صبر کرنا۔ خاص طور پر اقامت دین کی جدوجہد اور جہاد و قتال کے مراحل میں آنے والی سختیوں کو جھیلنا' برداشت کرنا اور پھر استقامت کا مظاہرہ کرنا۔ اس اعتبار سے گویا پورا دین صبر کی تشریح میں شامل ہے' یہی وجہ ہے کہ قرآن مجید میں کئی مقامات پر صبر کو جنت کا ذریعہ قرار دیا گیا ہے' مثلاً سورۃ المؤمنون میں فرمایا: ﴿اِنِّیْ جَزَیْتُهُمُ الْیَوْمَ بِمَا صَبَرُوْۤا ۙ اَنَّهُمْ هُمُ الْفَآئِزُوْنَ ﴿۱۱۱﴾﴾ ''آج میں نے ان کو بدلہ دیا ہے ان کے صبر کے طفیل' کہ آج یقیناً وہی کامیاب ہیں۔''

اس مبارک مہینہ کی دوسری خصوصیت یہ ہے کہ:

((وَشَهْرُ الْمُوَاسَاةِ))

''یہ ہمدردی اور غم خواری کا مہینہ ہے''۔

اس ماہ میں غم گساری اور ہمدردی کے احساسات انسان میں پیدا ہوتے ہیں۔ غالباً اس کا سبب یہ ہے کہ خوشحال اور کھاتے پیتے گھرانے کے لوگ جب روزہ رکھتے ہیں تو انہیں کم از کم ان لوگوں کا احساس ضرور ہوتا ہے جو فاقوں میں زندگی گزارتے ہیں۔

اس ماہ کی تیسری خصوصیت یہ ہے کہ:

((وَشَهْرٌ يُزَادُ فِيهِ رِزْقُ الْمُؤْمِنِ))

''اور یہی وہ مہینہ ہے جس میں مؤمن بندوں کے رزق میں اضافہ کیا جاتا ہے۔''

عام طور پر روزہ رکھنے سے کچھ لوگ اس لیے بھی کتراتے ہیں کہ سارا دن مشقت نہیں ہو سکے گی تو ہماری کارکردگی پہ فرق پڑے گا اور اس طرح ہماری کمائی میں کمی آ سکتی ہے۔ اس اندیشے کا ازالہ کر دیا کہ ہرگز ایسا نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ کسی قواعد وضوابط کا پابند نہیں ہے' اس کے اپنے پیمانے ہیں اور اس کا اپنا انداز ہے۔ لہٰذا بندۂ مؤمن کو یقین ہونا چاہیے کہ روزہ کی وجہ سے اس کے رزق میں کوئی کمی نہیں آئے گی چاہے کارکردگی عام دنوں سے کم ہو جائے۔

اس ماہ کی دوسری خصوصیت تھی کہ یہ ہمدردی اور غم گساری کا مہینہ ہے۔ آگے اسی ہمدردی کے نتائج اور اس کے ظہور کا بیان ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ فَطَّرَ فِيهِ صَائِمًا كَانَ لَهُ مَغْفِرَةً لِذُنُوبِهِ وَعِتْقَ رَقَبَتِهِ مِنَ النَّارِ وَكَانَ لَهُ مِثْلُ أَجْرِهِ مِنْ غَيْرِ أَنْ يُنْتَقَصَ مِنْ أَجْرِهِ شَيْءٌ))

''جس نے اس میں کسی روزہ دار کو افطار کرایا تو یہ اس کے گناہوں کی مغفرت اور آتش دوزخ سے آزادی کا ذریعہ ہوگا۔ اور اس کو روزہ دار کے برابر ثواب دیا جائے گا' بغیر اس کے کہ روزہ دار کے ثواب میں کوئی کمی کی جائے۔''

یہاں ایک لمحہ رک کر سوچنا چاہیے کہ ہماری ہمدردی اور غمگساری کے سب سے زیادہ مستحق کون ہیں؟ اس کا جواب یقیناً یہ ہے کہ ہماری ہمدردی کے مستحق معاشرے کے وہ لوگ ہیں جنہیں عام دنوں میں دو وقت کی روٹی بھی میسر نہیں آتی۔ اگر آپ ان کا روزہ افطار کرائیں تو اس سے معاشرے کے اندر جو بھائی چارے کی فضا بنے گی اس کا ہم اندازہ بھی نہیں کر سکتے۔

رسول اللہ ﷺ کا انتہائی پُر مغز خطبہ جاری تھا کہ حضرت سلمان فارسیؓ نے گویا درمیان میں یہ سوال پوچھ لیا:

يَا رَسُولَ اللّٰهِ لَيْسَ كُلُّنَا يَجِدُ مَا يُفَطِّرُ بِهِ الصَّائِمَ

''اے اللہ کے رسول ﷺ! ہم میں سے ہر ایک کو تو افطار کرانے کا سامان میسر نہیں ہوتا؟''

سلمان فارسیؓ درویش صحابہ میں سے ہیں اور انہوں نے مکمل طور پر اپنے آپ کو اللہ کے رسول ﷺ کی خدمت اور علم دین کے حصول کے لیے وقف کیا ہوا ہے۔ ان کے پاس تو کوئی ذرائع نہیں ہیں' لہٰذا انہوں نے کہا کہ ہمارے پاس تو کچھ بھی نہیں ہے کہ ہم کسی کی افطاری کروا سکیں۔ اس پر آنحضور ﷺ نے ان کو تسلی دی اور فرمایا:

((يُعْطِي اللّٰهُ هٰذَا الثَّوَابَ مَنْ فَطَّرَ صَائِمًا عَلٰى مَذْقَةِ لَبَنٍ أَوْ تَمْرَةٍ أَوْ شَرْبَةٍ مِنْ مَاءٍ وَمَنْ أَشْبَعَ صَائِمًا سَقَاهُ اللّٰهُ مِنْ حَوْضِي شَرْبَةً لَا يَظْمَأُ حَتّٰى يَدْخُلَ الْجَنَّةَ))

''اللہ تعالیٰ یہ ثواب اس شخص کو بھی دے گا جو دودھ کی تھوڑی سی لسی پر یا ایک کھجور پر یا صرف پانی ہی کے ایک گھونٹ پر کسی روزہ دار کا روزہ افطار کرا دے۔ اور جو کوئی کسی روزہ دار کو پورا کھانا کھلا دے اس کو اللہ تعالیٰ میرے حوض (یعنی کوثر) سے ایسا سیراب کرے گا کہ جس کے بعد اس کو کبھی پیاس ہی نہیں لگے گی تا آنکہ وہ جنت میں پہنچ جائے گا۔''

یہاں بین السطور یہ پیغام پنہاں ہے کہ جس کو کچھ میسر نہیں ہے وہ اپنے ساتھ کسی کو پانی' دودھ یا لسّی کے ایک گلاس میں بھی شریک کر لیتا ہے تو یہ بہت اجر وثواب کی بات ہے۔ لیکن اگر معاملہ یہ ہو کہ خود اپنے لیے تو پکوان سجے ہوئے ہوں اور دوسروں کو صرف شربت یا لسی کے دو گھونٹ کے اوپر افطار کروایا جا رہا ہے تو یہ پسندیدہ طرز عمل نہیں ہے۔ اس حوالے سے اصل بات یہ ہے کہ یہ صرف الفاظ نہ رہیں' بلکہ اس کی ایک عملی تعبیر سامنے آنی چاہیے اور ہمیں اس پر بالفعل عمل بھی کرنا چاہیے۔

آگے رسول اللہ ﷺ نے اس ماہ کو تین حصوں میں تقسیم کرتے ہوئے ہر عشرہ کی الگ خصوصیات کا ذکر فرمایا:

((وَهُوَ شَهْرٌ أَوَّلُهُ رَحْمَةٌ وَأَوْسَطُهُ مَغْفِرَةٌ وَآخِرُهُ عِتْقٌ مِنَ النَّارِ))

''اس ماہ مبارک کا ابتدائی حصہ رحمت ہے اور درمیانی حصہ مغفرت ہے اور آخری حصہ آتش دوزخ سے آزادی ہے۔''

استقبال رمضان کے حوالے سے انتہائی اہم اور مؤثر خطبہ کے آخری الفاظ یہ ہیں:

((وَمَنْ خَفَّفَ عَنْ مَمْلُوكِهِ فِيهِ غَفَرَ اللّٰهُ لَهُ وَأَعْتَقَهُ مِنَ النَّارِ))

''اور جو آدمی اس مہینے میں اپنے غلام وخادم کے کام میں تخفیف وکمی کر دے گا' اللہ تعالیٰ اس کی مغفرت فرمائے گا اور اس کو دوزخ سے رہائی اور آزادی دے دے گا۔''

یہ بھی گویا ہمدردی اور غمگساری کا ایک مظہر ہے کہ اپنے ماتحت لوگوں کی ذمہ داری کے اندر کچھ تخفیف کر دی جائے۔

اس خطبہ کے درمیان میں ایک بہت اہم بات آئی تھی کہ روزہ افطار کروانے والوں کو بھی اتنا ہی ثواب ملے گا جتنا روزہ دار کے لیے ہے۔ اب ہم دیکھتے ہیں کہ روزہ دار کا اجر کیا ہے! قرآنی آیات اور احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ بنی آدم کو کسی بھی نیکی پر دس سے سات سو گنا تک اجر وثواب ملتا ہے' لیکن روزہ اس اصول سے مستثنیٰ ہے۔ اس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ((اَلصَّوْمُ لِيْ وَأَنَا

اَجْزِیْ بِہٖ)) (صحیح البخاری) ''روزہ خاص میرے لیے ہے اور میں ہی اس کی جزا دوں گا''۔ یعنی وہ اجر بے حد و حساب ہے اور وہ کسی شمار و قطار میں آنے والا نہیں ہے۔ لیکن ان فضائل کا مستحق بننے کے لیے ضروری ہے کہ روزہ مکمل شرائط و آداب کو ملحوظ رکھتے ہوئے رکھا جائے جیسے کہ روزہ رکھنے کا حق ہے' ورنہ آپ اس اجر سے محروم رہ جائیں گے۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((رُبَّ صَائِمٍ لَیْسَ لَہٗ مِنْ صِیَامِہٖ اِلَّا الْجُوْعُ)) (سنن ابن ماجہ) ''کتنے ہی روزے دار ایسے ہیں کہ انہیں روزے سے سوائے بھوک کے اور کچھ حاصل نہیں ہوتا''۔ ایک حدیث میں اس کی وجہ بھی بیان کی گئی ہے: ((مَنْ لَمْ یَدَعْ قَوْلَ الزُّوْرِ وَالْعَمَلَ بِہٖ فَلَیْسَ لِلّٰہِ حَاجَۃٌ اَنْ یَدَعَ طَعَامَہٗ وَشَرَابَہٗ)) (سنن ابی داؤد) ''جو شخص (روزہ رکھ کر) جھوٹی بات بنانا اور اس پر عمل کرنا نہ چھوڑے تو اللہ کو اس بات کی ضرورت نہیں کہ وہ محض اپنا کھانا پینا چھوڑ دے''۔ اصل میں روزہ وہی ہے جو مکمل آداب اور شرائط کے ساتھ رکھا جائے اور پھر اس کے اندر پوری حفاظت کی جائے کہ کوئی غلط بات زبان سے نہ نکلے اور اعضاء و جوارح سے کوئی غلط حرکت سرزد نہ ہو۔

یہ ہے روزے کی فضیلت اور اس کا اجر و ثواب! یہ مہینہ واقعی نیکیوں کی لوٹ سیل کا مہینہ ہے۔ اس مہینے میں اگر ہم صحیح معنوں میں محنت کرلیں تو اس کا اور کوئی بدل نہیں ہوسکتا اور اگر ہم اس ماہ میں بھی اللہ کی رحمت سمیٹنے اور اپنی بخشش کرانے سے محروم رہ جائیں تو پھر ہم سے بڑا بدنصیب اور کوئی نہیں ہوسکتا۔ اس حوالے سے رسول اللہ ﷺ کی یہ حدیث ملاحظہ ہو: ایک مرتبہ آنحضور ﷺ نے منبر کی ہر سیڑھی (Step) پر پاؤں رکھتے ہوئے آمین فرمایا۔ بعد میں صحابہ کرامؓ کے پوچھنے پر بتایا کہ جس وقت میں منبر پر چڑھ رہا تھا تو جبرائیل امین آئے۔ انہوں نے کہا کہ تباہ و برباد ہو وہ شخص کہ جو رمضان پائے اور اس میں بھی اس کی مغفرت کا فیصلہ نہ ہو۔ اس پر میں نے آمین کہا۔

یہاں تک تو بات ہوگئی رمضان اور روزے کے فضائل کے بارے میں' اب ہم رمضان کے دوسرے متوازی پروگرام ''رات کے قیام'' کی بات کرتے ہیں۔ ایسی کئی احادیث موجود ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ درحقیقت رمضان المبارک کے دو متوازی پروگرام ہیں: ایک ہے دن کا روزہ اور دوسرا ہے رات کا قیام۔ مثلاً ایک متفق علیہ حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ صَامَ رَمَضَانَ اِیْمَانًا وَّاحْتِسَابًا غُفِرَ لَہٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِہٖ ' وَمَنْ قَامَ رَمَضَانَ اِیْمَانًا وَّاحْتِسَابًا غُفِرَ لَہٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِہٖ ' وَمَنْ قَامَ لَیْلَۃَ الْقَدْرِ اِیْمَانًا وَّاحْتِسَابًا غُفِرَ لَہٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِہٖ)) (رواہ البخاری و مسلم)

''جس نے رمضان کے روزے رکھے ایمان اور اجر و ثواب کی امید کے ساتھ اس کے پچھلے تمام گناہ معاف کر دیے گئے' اور جس نے رمضان (کی راتوں) میں قیام کیا (قرآن سننے اور سنانے کے لیے) ایمان اور اجر و ثواب کی امید کے ساتھ اس کے بھی تمام سابقہ گناہ معاف کر دیے گئے' اور جو لیلۃ القدر میں کھڑا رہا (قرآن سننے اور سنانے کے لیے) ایمان اور اجر و ثواب کی امید کے ساتھ اس کی بھی سابقہ تمام خطائیں بخش دی گئیں!''

اسی طرح ایک اور حدیث میں فرمایا:

((اَلصِّیَامُ وَالْقُرْآنُ یَشْفَعَانِ لِلْعَبْدِ ' یَقُوْلُ الصِّیَامُ: اَیْ رَبِّ اِنِّیْ مَنَعْتُہُ الطَّعَامَ وَالشَّھَوَاتِ بِالنَّھَارِ فَشَفِّعْنِیْ فِیْہِ ' وَیَقُوْلُ الْقُرْآنُ: مَنَعْتُہُ النَّوْمَ بِاللَّیْلِ فَشَفِّعْنِیْ فِیْہِ ' فَیُشَفَّعَانِ)) (رواہ احمد والبیہقی)

''روزہ اور قرآن (قیامت کے روز) بندے کے حق میں شفاعت کریں گے۔ روزہ عرض کرے گا: اے ربّ! میں نے اس شخص کو دن میں کھانے پینے اور خواہشات نفس سے روکے رکھا' تو اس کے حق میں میری سفارش قبول فرما! اور قرآن یہ کہے گا کہ اے پروردگار! میں نے اسے رات کے وقت سونے (اور آرام کرنے) سے روکے رکھا' لہٰذا اس کے حق میں

پریس ریلیز 12 جون 2015ء

نریندر مودی کی اسلام دشمنی نے دوقومی نظریہ کو پھر زندہ کر دیا ہے

وقت آ گیا ہے کہ ہم نظریۂ پاکستان کی عملی تعبیر کریں، پاکستان میں نظام مصطفیٰؐ قائم کریں اور اسے صحیح معنوں میں اسلامی فلاحی ریاست بنائیں

حافظ عاکف سعید

نریندر مودی کی اسلام دشمنی نے دوقومی نظریہ کو پھر زندہ کر دیا ہے۔ یہ بات تنظیم اسلامی کے امیر حافظ عاکف سعید نے قرآن اکیڈمی لاہور میں خطاب جمعہ کے دوران کہی۔ اُنھوں نے کہا کہ مودی نے بنگلہ دیش میں اس جرم کا اعتراف کیا ہے کہ 71ء میں بھارت کی باقاعدہ فوج مشرقی پاکستان میں داخل ہو کر قتل و غارت اور تخریبی کارروائیاں کرتی رہی۔ انہوں نے کہا کہ اقوام متحدہ کے چارٹر کے مطابق بھارت نے عالمی قوانین کی خلاف ورزی کی جس کا اقوام متحدہ کو فوری نوٹس لینا چاہیے۔ انہوں نے کہا کہ بی جے پی کی حکومت کے وزراء جس طرح پاکستان کے خلاف زہر اگل رہے ہیں اس سے ان کی نیت کا فتور ظاہر ہوتا ہے۔ انہوں نے کہا کہ امن کی آشا کے پجاری اور کشمیر کو بھول کر بھارت سے تجارت کرنے والے دانشور آج کل منظر سے کیوں غائب ہیں۔ انہوں نے اس بات پر افسوس کا اظہار کیا کہ جس داخلی انتشار اور خلفشار کا شکار پاکستان 1971ء میں ہوا تھا اور جس کے نتیجے میں پاکستان شکست و ریخت سے دوچار ہوا تھا۔ معلوم ہوتا ہے کہ اہل پاکستان خصوصاً حکمران طبقے نے اس سے کوئی سبق نہیں سیکھا۔ آج پاکستان کے سیاسی، معاشی اور معاشرتی حالات 1971ء سے بھی ابتر ہیں۔ انہوں نے کہا کہ نظریۂ پاکستان اگر کتابوں میں لکھا رہا اور صرف ہماری تقاریر کا موضوع بنا رہا تو حالات کے سدھرنے کی کوئی توقع نہیں۔ وقت آ گیا ہے کہ ہم نظریۂ پاکستان کی عملی تعبیر کریں، پاکستان میں نظام مصطفیٰؐ قائم کریں اور اسے صحیح معنوں میں اسلامی فلاحی ریاست بنائیں۔ حقیقت یہ ہے کہ اسلام پاکستان کی واحد بائنڈنگ فورس ہے بصورت دیگر قوم قومیتوں میں بٹتی چلی جائے گی اور داخلی انتشار میں مزید اضافہ ہوگا۔ انہوں نے متنبہ کیا اگر ملک کو داخلی استحکام نہ ملا تو اسلام اور پاکستان کا دشمن نریندر مودی کوئی قدم بھی اٹھا سکتا ہے۔

(جاری کردہ: مرکزی شعبہ نشر و اشاعت، تنظیم اسلامی)

میری سفارش قبول فرما! چنانچہ (روزہ اور قرآن) دونوں کی شفاعت بندے کے حق میں قبول کی جائے گی (اور اس کے لیے جنت اور مغفرت کا فیصلہ فرما دیا جائے گا)۔“

ان روایات سے صاف معلوم ہو رہا ہے کہ دن کا روزہ اور رات کا قیام متوازی چل رہے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ رمضان کی راتوں کو ساری رات جاگنا بھی پسندیدہ ہے۔ عام راتوں میں آنحضورﷺ رات کو تھوڑی دیر کے لیے استراحت بھی فرماتے تھے‘ لیکن رمضان میں اور خاص طور پر آخری عشرے میں بستر کے ساتھ کمر نہیں لگاتے تھے۔ دراصل یہ قیام اللیل مطلوب ہے۔

ہماری سب سے بڑی ضرورت یہ ہے کہ قرآن اور اس میں موجود ہدایت کو سمجھیں۔ والد محترم ڈاکٹر اسرار احمدؒ کو اسّی (1980ء) کی دہائی میں یہ احساس ہوا تھا کہ کافی سارے مسلمان ایسے ہیں جو پورا اہتمام کرتے ہیں کہ نماز تراویح میں مکمل قرآن سن لیں اور وہ اس میں کامیاب بھی ہو جاتے ہیں‘ لیکن قرآن کا اصل پیغام کیا ہے‘ اس سے وہ بالکل محروم ہیں چنانچہ ان کے ذہن میں ایک انقلابی تصور آیا اور انہوں نے کہا کہ اس کا واحد حل یہ ہے کہ تراویح کے ساتھ ترجمہ بھی ہونا چاہیے۔ اس مقصد کے لیے انہوں نے ”دورۂ ترجمہ قرآن“ کا آغاز کیا۔ اس کا طریقہ یہ تھا کہ چار رکعات میں پڑھے جانے والے حصے کا پہلے ترجمہ بیان ہوتا اور پھر نماز تراویح میں اس حصے کی تلاوت ہوتی۔ اس سے یہ ہوتا کہ سامعین جب ان آیات کو سنتے تو بہت سے مضامین ان کے ذہن میں تازہ ہوتے رہتے۔ بظاہر یہ ناممکن بات تھی اس لیے کہ اس میں ساری رات لگتی تھی‘ لیکن انہوں نے اللہ کا نام لے کر یہ دورہ ترجمہ قرآن شروع کیا اور الحمدللہ اس کو کامیابی حاصل ہوئی۔ اب اللہ کا شکر ہے کہ ”دورۂ ترجمہ قرآن“ پاکستان کے تمام چھوٹے بڑے شہروں میں بڑے پیمانے پر ہو رہا ہے۔

آخر میں صرف یہ کہنا ہے کہ ماہ رمضان کی برکتوں سے صحیح معنوں میں فائدہ اٹھانے کے لیے آپ ابھی سے تیاری شروع کر دیں۔ آپ کے پاس موقع ہے‘ پتا نہیں اگلے سال کتنوں کو یہ موقع ملے گا‘ لہٰذا اس موقع سے خوب فائدہ اٹھائیں اور نیکیوں کو سمیٹنے اور خود کو جہنم کی آگ سے بچانے کے لیے کمر ہمت کس لیں۔ اگر ہم نے یہ موقع گنوا دیا تو پھر ہمارا حال یہ ہوگا:

موسم اچھا‘ پانی وافر‘ مٹی بھی زرخیز
جس نے اپنا کھیت نہ سینچا وہ کیسا دھقان!

رمضان مبارک

بنتِ اسرار

تہنیت و صد مرحبا، رمضان مبارک!!
اللہ کا مہینہ ہے! رمضان مبارک!!
رحمت بھی ہے، بخشش بھی ہے، برکت بھی ہے، اس میں
اس ماہ میں نازل ہوا قرآن مبارک!
بندوں کی ہدایت ہے یہ رحمت بھی، فضل بھی
فَبِذٰلِكَ فَلْيَفْرَحُوْا فرمان مبارک!
ہو سحر یا افطار، یہاں جشن بپا ہے
دن روزے میں اور رات میں قرآن مبارک!
بچے بھی ہیں مشتاق کہ ہم روزہ رکھیں گے
کس ماہ کی آمد ہے تو پہچان! مبارک!
اِس ماہ میں آتی ہے وہ شب افضل و برتر
اُس شب کا تجھے کثرت فیضان مبارک!
گر آگ سے ہم چاہیں کہ ہو جائے خلاصی
بخشش کی نویدوں کا یہ پیغام مبارک!

ان شاء اللہ العزیز قرآن اکیڈمی لاہور میں

نماز تراویح مع دورہ ترجمہ قرآن

کا پروگرام حسب سابق اس سال بھی ہوگا۔ اور یہ ذمہ داری

امیر تنظیم اسلامی محترم حافظ عاکف سعید حفظہ اللہ ادا کریں گے۔

☆ قرآن اکیڈمی میں نماز عشاء ٹھیک 9:15PM بجے ادا کی جائے گی۔
☆ خواتین کے لیے باپردہ انتظام ہے۔

قرآن اکیڈمی K-36 ماڈل ٹاؤن، لاہور فون: 3-35869501(042)

......یا خدا کوئی عمرؓ دے دے!

عامرہ احسان
amira.pk@gmail.com

موبائل پر واٹس ایپ پر ایک ویڈیو چل رہی ہے جو سافٹ امیج پاکستان کا شاہکار ہے۔ قوم کی بیٹیاں، نوجوان نسل کیا بن رہی ہے، کیا کر رہی ہے۔ ان کے ہاتھوں قوم کا مستقبل کیا اور کیسا ہوگا۔ علماء کا مقام تو بہت اونچا ہے، کوئی شریف خاندانی مرد بھی اسے دیکھنے کا متحمل نہیں ہو سکتا۔ یہ مختلف تعلیمی اداروں کی ہم نصابی اور تفریحی سرگرمیوں کے نام پر صریح مجرے ہیں۔ رقص و سرود میں مہارت تامہ رکھنے والی جوق در جوق یہ لڑکیاں کہیں صرف لڑکیوں کے جھرمٹ میں اور کہیں لڑکے لڑکیاں یکجا۔ شادی بیاہ میں ایسے ہی مناظر، نیز شیشہ پیتی لڑکیاں، یہ تعلیم، یہ تہذیب ہمیں کہاں لے جا رہی ہے۔ اس کا پھل ایان علی ہے۔ ایگزیکٹ میں اعلیٰ تعلیم یافتہ ماہرین، ضمیر قتل کیے جعلی تعلیم بیچتے رہے۔ اس کا پھل اثناء بی بی اور اس کا عاشق ہے۔ ہری پور کی اثناء بی بی، غریب خاندان کی لڑکی، جس کے باپ نے محنت مزدوری کر کے بھلے دنوں کے شوق میں اسے تعلیم دلائی۔ اسلام آباد میں نوکری کے دوران ایک ایئر مین شادی کے جھانسے دیتا رہا۔ 3 سال کی مکمل دوستی، جہیز کی مد میں ایڈوانس وصول کر چکا تھا اور اب شادی سے انکاری تھا۔ نادان لڑکی نہ جانتی تھی کہ ایسی دوستیاں شادی کے لیے نہیں کی جاتیں۔ اور اگر شادیاں ہو جائیں تو بہت جلد ٹوٹ جاتی ہیں۔ اثناء نے موٹر سائیکل پر ساتھ بیٹھ کر اسے گولی مار کر انتقام لے لیا۔ بعد ازاں گرفتاری پر اطمینان کا اظہار کیا کہ بہت سی لڑکیوں کا مستقبل بچ گیا۔ کیا ہم ایسا ہی محفوظ مستقبل نوجوان نسل کو دینے کے متمنی ہیں؟ خواتین واقعی empower کی جا چکی ہیں۔ حقوق یافتہ ہو چکی ہیں۔ غداری و بے وفائی کا بدلہ خود چکا سکتی ہیں۔ یو ایس ایڈ شکریہ! مذکورہ بالا ویڈیو میں ایسی تصاویر اور واقعہ محمد کامران اور مائرہ کا ہے۔ دونوں کی بے تکلف تصاویر اور پھر یہ کہانی کہ شادی سے انکار پر مائرہ نے دوستوں کے ساتھ مل کر اسے مار ڈالا۔ یہ واقعہ دسمبر 2014ء کا ہے۔ سڑکوں پہ ناچتی ہیں کنیزیں بتولؓ کی، اور تالیاں بجاتی ہے امت رسول ﷺ کی۔ لیکن بھرے ہالوں میں بجتی تالیوں اور اس پر تفاخر کا انجام کامران اور اثناء کے عاشق سے پوچھیے۔

پوری امت پر نائن الیون کے بعد ٹوٹ پڑنے والی آفتوں میں سے بہت بڑی آفت یہ روشن خیالی کی پھیلائی تاریکیوں کی گھمبیرتا ہے۔ ادھر دیکھیے تو مصریوں کا قاتل صدر السیسی فنکاروں کے ہجوم میں جرمنی پہنچا ہے۔ نیم برہنہ اداکاروں، فن کاراؤں (سب سے بڑا فن اور fun برہنگی ہے) کے جلو میں سینہ تانے جمہوریت الٹ غاصب صدر دیکھا جا سکتا ہے۔ قوموں کے زوال کی یہ علامات ہوتی ہیں، خواہ وہ محمد شاہ رنگیلا کی رنگ رلیاں ہوں یا عظیم الشان اندلس کا دور زوال۔ صنعتوں کی جگہ آلات موسیقی، گلوکاری، باندیوں (ابھی وہ فنکار/آرٹسٹ، ستارے نہیں بنی تھیں!) کا بول بالا تھا۔ ہم بھی اسی زعم میں مبتلا ہیں کہ ناچ گا بجا کر، جیسے تیسے انگریزی بول کر مسلط کر کے ہمارے سر پر ترقی کے سینگ اگ آئیں گے۔ وہ تو نجانے کب ہوگا، تاہم جو نتائج نکل رہے ہیں وہ مایوس کن ہیں۔ جس مغرب کے پیچھے پاگل ہو رہے ہیں، اس جیسا بننے کو مرے جا رہے ہیں، وہ خود یہ ساری منزلیں سر کر کے اب نئی نرالی منزلوں کی تلاش میں ہے۔ پڑھیے اور بھونچکے رہ جائیے۔ عورت نواز دنیا نے مغرب میں مرد کو شدید احساس کمتری میں مبتلا کر دیا ہے۔ لڑکیاں ہر جگہ ہاتھوں ہاتھ لی جاتی ہیں۔ تعلیم، نوکریاں، وظائف، ماڈلنگ انڈسٹری اور متعلقہ ملٹی ملین ڈالر بے حیا انڈسٹری۔ مرد بیچارہ کدھر جائے؟ سو مغرب میں دھڑا دھڑ مرد انتقال (جنس) فرما رہے ہیں۔ سابق اولمپک گولڈ میڈلسٹ اور ٹیلی ویژن سٹار بروس جینر کئی گھنٹے طویل آپریشن کروا کر ضابطے کی عورت بن گیا ہے۔ اب وہ بروس نہیں، کیٹ لائن ہیں۔ کیٹ واک نہیں۔ وہ بھی کریں گے/گی لیکن ذرا بعد میں۔ آنجہانی بروس کے 3 بیٹے اور 3 بیٹیاں ہیں۔ اب ان 6 بچوں کی 2 مائیں ہیں! جیتے جی یتیم کر گیا بچوں کو! اس نئی دنیا میں بہت سے مرد و زن اپنی جنس پر عدم اطمینان کا شکار ہو چکے ہیں۔ جس کھال میں بھی رہنا، اکتائے ہوئے رہنا۔ کھال مرد کی ہو یا عورت کی! ہمارے ہاں ابھی پہلی سٹیج ہے۔ لہٰذا عورت فی الحال مرد مار قسم کی عورت بن رہی ہے۔ خدانخواستہ یہ منزل سر ہو جائے تو پھر بروس جینز والی منزل آتی ہے۔

ایان علی کیس میں منی لانڈرنگ میں 21 سیاست دان، 12 کاروباری شخصیات اور 45 سے زائد بیوروکریٹ ملوث ہیں۔ ادھر ان قیادتوں کے لیے نعرے لگاتے عوام ننگے پیر، بھوکے پیٹ بغیر صاف پانی، بجلی اور تعلیم کے سسک رہے ہیں۔ اس کیس میں اہم گواہ کسٹمز انسپکٹر ''نامعلوم'' افراد نے مار ڈالا۔ اہم نام ملوث ہوں تو ایسا ہی ہوتا ہے۔ کسٹمز ایمپلائز کی انجمن نے اسے سمگلنگ اور منی لانڈرنگ مافیا کا کام قرار دیا۔ قبل ازیں نیب کے ایک باضمیر افسر کا واقعہ؟ Axact کے لیے بھی خبر آئی ہے کہ ان کے خلاف کوئی شکایت نہیں ملی! اتنے بڑے سرمائے کی جائے پیدائش اور گردش کے پیچھے چھوٹے نام، نائی دھوبی کے تو ہو نہیں سکتے۔ اربوں ڈالر کی سرمایہ داری و سرمایہ کاری پس پشت ہے۔ یہ تو بلاوجہ نیویارک ٹائمز نے کھکھیڑ ڈال دی۔ سو طے یہ پایا کہ کوئی ثبوت نہیں ملا۔ اگرچہ 86 ہزار جعلی ڈگریوں کی گنتی بھی ہو چکی! لیکن سوچیے تو کہ امریکہ، برطانیہ، عرب ممالک کے لوگوں کو ڈاکٹریٹ کی ڈگریاں دی گئیں۔ یہ تو گلوبل سطح کی پھسوڑی پڑ جائے گی۔ ہمارے حقیقی ڈگری یافتہ اقبالؒ نے کہا تھا۔

وہ علم نہیں زہر ہے احرار کے حق میں
جس علم کا حاصل ہو جہاں میں دو کف جو!

تاہم اب احرار رہے کہاں؟ تعلیم کے تیزاب نے فکر و عمل کی حریت جلا کر بھسم کر دی۔ سوڈگریاں تو ہوں گی۔ بھلے عدالت ڈگری کیوں نہ (ان کے خلاف) جاری کر دے!

ادھر اس دوران بلدیاتی انتخابات، انتخابی دہشت گردی کا شکار ہو گئے۔ خوں ریز انتخابات، چھوٹی چھوٹی کرسیوں پر بیٹھنے کے جھگڑے۔ جانوں کا ضیاع، پیسہ جو بہایا گیا وہ اس سے سوا۔ پھر بھی سب نتائج تسلیم کرنے سے انکاری ہیں۔ کہتے ہیں ایک مرتبہ اور کروا لیتے ہیں! قوم کو اس اکھاڑ پچھاڑ کے سوا بھی کوئی کام ہے؟ (بقیہ صفحہ 12 پر)

رمضان کو کیسے قیمتی بنائیں!

مفتی عارف محمود

رمضان کے مبارک مہینے کو کیسے قیمتی بنایا جائے؟ اس میں کون سے اعمال اختیار کیے جائیں؟ یہ ایسے سوالات ہیں جو رمضان کی آمد کے ساتھ ہر مسلمان مرد و عورت کے ذہن میں اٹھتے ہیں۔ یہ بہت اہم، انتہائی قیمتی اور اہمیت کے حامل سوال ہیں۔ رمضان کے مہینے کو قیمتی بنانے کے لیے جہاں فرض روزہ اور پانچ وقت کی نماز باجماعت کا اہتمام اور تمام معاصی کا ترک کرنا ضروری ہے، وہیں ایسے اعمال، اسباب و وسائل کو اختیار کرنا بھی ضروری ہے، جن سے یہ مبارک مہینہ مزید قیمتی بن جائے۔ ذیل میں اختصار کے ساتھ ان وسائل و اسباب کا تذکرہ کرتے ہیں جن کو اختیار کر کے ہر مسلمان اس مہینے کو قیمتی بنا سکتا ہے۔

افطار کروانا

اس مبارک مہینے میں ہر مسلمان حسب استطاعت روزہ داروں کو افطار کروا کر دہرا اجر حاصل کر سکتا ہے۔ حضرت زید بن خالد جھنی رضی اللہ عنہ نے حضور اقدس ﷺ سے نقل کیا ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: جس نے کسی روزہ دار کو افطار کروایا اس کو روزہ دار کے مثل اجر ملے گا اور روزہ دار کے ثواب میں کوئی کمی نہیں کی جائے گی۔ (رواہ الترمذی والنسائی وابن ماجہ)

خیر کے کاموں میں خرچ

خیر کے کاموں میں خرچ کے ذریعہ سے جہاں ایک طرف نیکی کے کاموں میں تعاون اور مستحق لوگوں کی امداد ہوتی ہے تو دوسری طرف رمضان میں عام دنوں کے مقابلے میں کئی گنا زیادہ اجر حاصل ہوتا ہے۔

مکمل یکسوئی

رمضان کے مبارک مہینے کو قیمتی بنانے کے لیے ضروری ہے کہ کم از کم اس مہینے میں گھر کے تمام افراد پرنٹ والیکٹرانک میڈیا میں موجود اسباب معاصی سے اپنے آپ کو دور رکھیں، تاکہ یکسو ہو کر اللہ کی عبادت میں مشغول ہو سکیں۔ سلف صالحین رحمہم اللہ تو اس مہینے میں قرآن و حدیث کی تعلیم کو موقوف کر دیتے تھے تاکہ قرآن کی تلاوت، اس میں غور و فکر اور تدبر، عبادت اور قیام اللیل یعنی تہجد کے لیے مکمل طور سے فارغ ہو جائیں۔ تو کیا ہم لوگ ایک مہینہ کے لیے اپنے آپ کو میڈیا کے ایمان کش سیلاب سے خود کو دور نہیں رکھ سکتے!

دعا کا اہتمام

ویسے تو رمضان کا لمحہ لمحہ دعا کی قبولیت کا وقت ہوتا ہے، لیکن افطار سے پہلے کے چند لمحات بہت ہی قیمتی ہوتے ہیں۔ یہ دعا کی قبولیت کے یقینی اوقات میں سے ہیں۔ بجائے فضول کاموں میں وقت ضائع کرنے کے، اس وقت کو قیمتی جان کر دعا میں مصروف ہو جائیں۔ اپنے لیے اور تمام امت مسلمہ کے لیے دنیا اور آخرت کی بھلائیوں کا سوال کریں۔

والدین کی اطاعت

رمضان کو قیمتی بنانے کا ایک بہت ہی اہم وسیلہ اور ذریعہ والدین کی اطاعت و فرماں برداری ہے۔ کوشش کریں کہ اس مہینے میں خاص طور سے والدین کے قریب رہیں، ان کی خدمت کریں، ان کی ضروریات کا خیال رکھیں، ان کو ہر طرح کی راحت و سہولت پہنچانے کی فکر کریں۔

مسواک کا اہتمام

مسواک کا اہتمام کریں۔ مسواک جیسے پورے سال میں سنت ہے، ایسے ہی رمضان میں اس کا کرنا سنت ہے بلکہ عام دنوں کے مقابلے میں اس کا اجر کئی گنا بڑھا دیا جاتا ہے۔

رمضان میں عمرہ کرنا

رمضان میں عمرہ کرنا ایک بہت بڑا عمل ہے۔ ثواب کے اعتبار سے اس کا اجر ایک حج کے برابر ہے۔ اس میں بھی لوگ افراط و تفریط کا شکار ہیں، اس لیے کوشش کریں کہ ائمہ مساجد اور علماء سے مشاورت کے بعد اس عمل کو انجام دیں۔

دعوت الی اللہ

اس مہینے میں دعوت الی اللہ کے عمل کو اہتمام و خصوصیت کے ساتھ انجام دیں۔ لوگوں کو مساجد کی طرف اور اعمال خیر کی طرف متوجہ کریں۔

اہل ثروت کے لیے

اہل ثروت و اصحاب خیر معتمد علماء کرام کی دینی کتب خاص کر رمضان کے مسائل و فضائل سے متعلق کتابیں خرید کر مسلمانوں میں تقسیم کریں، تاکہ معاشرے میں رمضان کے مسائل و فضائل کے معلوم کرنے کی ایک عام فضا قائم ہو جائے۔

تلاوت قرآن کریم

قرآن کریم کی تلاوت کا اہتمام کریں، لیکن کوشش کریں کہ قرآن کریم کو صحیح اور درست پڑھیں۔ تلفظ اور ادائیگی میں فاش غلطیوں سے اجتناب کریں۔ اگر پہلے سے پڑھا ہوا نہیں تو کوشش کریں کہ اس مہینے میں قرآن پاک صحیح پڑھنا آ جائے۔

ماتحتوں کی فکر

اپنی اولاد، بہن بھائیوں اور اپنے ماتحتوں کی فکر کریں کہ وہ بھی اس مہینے کو قیمتی بنائیں۔ خدانخواستہ ان کے اوقات کسی غلط اور لغو کام میں صرف نہ ہو جائیں۔ پیار، محبت، ترغیب اور بقدر ضرورت ترہیب کے ساتھ ان کو اعمال خیر کی طرف متوجہ کریں۔

نماز پنج گانہ باجماعت کا اہتمام

نماز پنج گانہ باجماعت ادا کرنے کی کوشش کریں۔ عام طور سے مغرب میں افطار کی وجہ سے اور فجر میں نیند کے غلبہ کی وجہ سے جماعت کی نماز سے غفلت برتی جاتی ہے۔ یہ بہت بڑی محرومی کی بات ہے۔ تھوڑی سی ہمت کر کے ہم خود بھی اور ترغیب کے ذریعے دوسروں کو بھی اس غفلت سے بچا سکتے ہیں۔ فرائض با جماعت ادا کرنے کے علاوہ سنن اور نوافل کا بھی خاص اہتمام کریں۔ اشراق، چاشت، اوابین اور تہجد کے علاوہ بھی کچھ وقت نوافل کے لیے مخصوص کر دیں، کیوں کہ رمضان میں نفل کا ثواب فرائض کے بقدر کر دیا جاتا ہے۔

وقت سحر اعمال کا اہتمام

سحری کا وقت بہت ہی قیمتی ہوتا ہے۔ اس وقت اللہ کی خاص رحمتوں اور برکتوں کا نزول ہوتا ہے۔ ایک تو سحری کھانے کا اہتمام ہو، اس کے علاوہ کچھ وقت بچا کر اذکار، وظائف اور استغفار میں لگائیں۔ اس وقت استغفار کرنا متقیوں اور اہل جنت کی صفات میں سے ہے۔

خواتین کے لیے

خواتین رمضان کی مبارک گھڑیوں کو صرف

کھانے پکانے میں صرف نہ کریں۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ افطاری وسحری تیار کرنا باعث اجر وثواب ہے، لیکن بقدر ضرورت وقت اس میں صرف کریں اور اس کے علاوہ اوقات کو اعمال صالحہ میں صرف کریں۔

بازاروں میں فضول گھومنے پھرنے سے اجتناب

رمضان میں بہت سارے خواتین وحضرات بازاروں میں گھوم پھر کر کپڑوں، جوتوں اور دیگر اشیاء کی خریداری کے عنوان سے اپنے قیمتی اوقات ضائع کرتے ہیں۔ اعمال صالحہ سے محروم ہو جاتے ہیں۔ رمضان سے متعلق جتنی ضروریات ہیں، وہ اس مہینے کے شروع ہونے سے پہلے ہی خرید لیں اور باقی اگر رمضان میں کوئی ضرورت ہو تو بقدر ضرورت چیزیں خرید کر فوراً گھر لوٹ آئیں۔ بازاروں اور شاپنگ مالوں میں فضول گھوم پھر کر اپنا قیمتی وقت ضائع اور برباد مت کریں۔

تراویح کا اہتمام

نماز تراویح اور اعتکاف کا مکمل اہتمام کریں۔ دوران نماز تراویح جسمانی طور پر ہی نہیں ذہنی طور پر بھی حاضر رہیں۔ کوشش کریں کہ رات کو نماز تراویح میں حافظ صاحب نے جو حصہ تلاوت کرنا ہو، آپ اُس کی تلاوت کر کے اور ترجمہ سمجھ کر نماز میں شریک ہوں تاکہ اللہ کی کتاب سے صحیح اور حقیقی رہنمائی حاصل کر سکیں۔

خواتین کی تراویح واعتکاف

خواتین اپنے گھروں میں فرض نمازوں کے ساتھ تراویح اور اعتکاف کا بھی اہتمام کریں۔ تراویح اور اعتکاف کا حکم جیسے مردوں کے لیے ہے، ایسے ہی خواتین کے لیے بھی ہے۔

بچوں کو نماز، روزہ کا عادی بنائیں

کوشش کریں کہ سات سال کے بچوں کو نماز اور روزہ کا عادی بنائیں۔ ان کی حوصلہ افزائی کریں۔ ہمت دلائیں تاکہ وہ بھی اس مہینے کی برکات سے مالا مال ہو جائیں۔ حضرت ربیع بنت معوذ ؓ فرماتی ہیں کہ ہم رمضان میں اپنے بچوں کو روزہ رکھواتے تھے اور ان کو مشغول رکھنے لیے کھلونے بنا کر دیتے تھے۔

یہ چند امور رمضان کے مہینے کو قیمتی بنانے کے حوالے سے قابل توجہ ہیں۔ ان کے علاوہ بھی ائمہ مساجد اور مستند علماء سے پوچھ کر اپنا رمضان قیمتی بنا سکتے ہیں، اللہ تعالیٰ سب مسلمانوں کو اس مبارک ماہ کی قدر نصیب فرمادے۔ آمین!

☆☆☆☆

بیماری میں روزہ

فرید اللہ مروت

ہمارے لیے اس سے بڑی خوشخبری کیا ہو سکتی ہے کہ ایک مرتبہ پھر ہم رمضان المبارک جیسے عظیم، مبارک، رحمتوں اور مغفرتوں کے مقدس مہینے میں داخل ہو رہے ہیں۔ یہ مہینہ نیکیوں کا موسم بہار ہے۔ اللہ تعالیٰ کی رحمتیں ہر طرف برستی ہیں۔ اس ماہ مبارک میں ہر مسلمان زیادہ سے زیادہ رحمتیں سمیٹنا چاہتا ہے۔ رمضان المبارک کی برکات سے جہاں صحت مند مسلمان فائدہ اٹھاتے ہیں وہاں بیمار اور معذور افراد بھی ڈاکٹر کے مشورے سے مستفید ہو سکتے ہیں۔ بیماروں کو رمضان المبارک کا روزہ رکھنے میں کسی قسم کا تامل نہیں کرنا چاہیے۔ ایک حدیث کا مفہوم ہے کہ جو آدمی سفر وغیرہ کی شرعی رخصت کے بغیر اور بیماری جیسے عذر کے بغیر رمضان کا ایک روزہ بھی چھوڑے گا اس کی بجائے عمر بھر بھی روزے رکھے تو جو چیز فوت ہوگئی وہ پوری ادا نہیں ہو سکتی۔ (مسند احمد)

ایک اور حدیث ہے:

''جو شخص (قصداً) بلا کسی شرعی عذر کے ایک دن بھی رمضان کے روزے کو افطار کر دے (توڑ دے)، غیر رمضان کا روزہ چاہے تمام عمر رکھے اس کا بدل نہیں ہو سکتا۔'' (صحیح بخاری)

رمضان کا روزہ ہر مسلمان مرد وعورت پر فرض ہے اور فرض کی عدم ادائیگی قابل تعزیر ہے۔ لیکن امت محمدیہ کے دین میں آسانیاں ہیں۔ دین اسلام میں وسعت ہے، جبر نہیں۔ اس لیے مخصوص حالتوں میں روزہ رکھنے میں رعایت دی گئی ہے۔ مثلاً مسافر، مریض، حاملہ، زچہ اور مرضعہ کو یہ اجازت ہے کہ وہ روزہ نہ رکھیں جنہیں بعد میں قضا روزے رکھ کر ادا کرنا ضروری ہے۔

مرض کی نوعیت

کسی ایسی بیماری کا حملہ ہو کہ اس حالت میں فی الواقع روزہ رکھنے سے بیماری بڑھنے یا تکلیف میں اضافہ کا خدشہ ہو، زندگی جانے کا خطرہ ہو۔ لیکن محض تصور کر لینا یا بہانہ بنا کر کہ کہیں مجھے مرض میں اضافہ نہ ہو جائے، فقط اپنے دل سے ایسا خیال کر لینے سے روزہ چھوڑ دینا خلاف شریعت ہے۔ کوئی ایسا مسلمان اور ذمہ دار ڈاکٹر یا حکیم جو روزہ کی فرضیت، اہمیت اور شرعی حیثیت سے بخوبی واقف ہو، یہ کہہ دے کہ اس حالت میں اگر روزہ رکھو گے تو مرض شدت اختیار کرے گا یا تکلیف بڑھ جائے گی تو روزہ چھوڑنا درست ہے۔

ماہرین صحت مریضوں کو ادویہ اور پرہیز کے ساتھ روزہ رکھنے کی ترغیب وتلقین کرتے ہیں۔ روزہ روحانی صحت کے ساتھ جسمانی صحت کا بھی ضامن ہے۔ حضرت ابوہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: ''ہر چیز کی زکوٰۃ ہے اور انسان کے جسم کی زکوٰۃ روزہ ہے۔'' (ابن ماجہ)

بیماروں اور بیماریوں کی کئی قسمیں ہیں۔ ذیل میں مختصراً ذکر کرتے ہیں۔

عام بیماریوں جیسے بخار، زکام، کھانسی، سردرد وغیرہ کی صورت میں تو ادویات سحری اور افطاری کے وقت لے سکتے ہیں۔ آسانی سے روزہ رکھا جا سکتا ہے۔ کسی قسم کی فکر کی ضرورت نہیں۔

دوسری قسم کی بیماریوں میں ذیابیطس، کینسر، حاملہ خواتین کا ذکر ہے۔ یہ مریض بھی احتیاط کر کے ماہ مبارک کی برکات سے فیض یاب ہو سکتے ہیں۔ ذیابیطس کے مریض سحری اور افطاری کے وقت ان اشیاء کے کھانے سے پرہیز کریں: شوگر، مٹھائیاں، جام، کیک، میٹھے مشروبات، کیلا، سیب وغیرہ۔ گوشت، مچھلی، انڈے، سبزیاں، پھل، پھیکے مشروبات اور شوگر فری چیزیں آزادی سے کھائیں۔

چربی والی اشیاء، مکھن، کریم اور پکانے کا تیل کبھی کبھار استعمال کریں۔ ذیابیطس کے وہ مریض جو پرہیزی اشیاء کے ساتھ مختلف قسم کی ادویات بھی استعمال کر رہے ہوں ان کے لیے ضروری ہے کہ اگر وہ دن میں دو دفعہ دوائی لے رہے ہوں تو سحری اور افطاری کو لے سکتے ہیں۔ اگر تین دفعہ لے رہے ہوں تو سحری، افطاری اور رات 11

بجے لے سکتے ہیں۔

ذیابیطس کے وہ مریض جو انسولین پر ہوتے ہیں، جن کا شوگر لیول خطرناک حد تک بڑھا ہوا نہ ہو اور انسولین کے زیادہ یونٹ استعمال نہ کر رہے ہوں، وہ بھی سحری، افطاری اور رات گیارہ بجے انسولین کی خوراک لے سکتے ہیں۔ رمضان میں ذیابیطس کے مریضوں پر تجربہ کیا گیا، کچھ مریضوں کو روزے رکھوائے گئے اور کچھ مریضان کو نہیں رکھوائے۔ جن مریضوں کو روزہ رکھوایا گیا اور باقاعدہ ادویات استعمال کروائی گئیں، شوگر لیول برابر چیک کیا جاتا رہا، جس سے معلوم ہوا کہ روزہ رکھنے والے مریضوں کا شوگر نارمل رہا جبکہ روزہ نہ رکھنے والے مریضوں کا شوگر لیول اتار چڑھاؤ کا شکار رہا۔

اس کے باوجود اگر ڈاکٹر یا مستند حکیم روزہ رکھنے کی صورت میں مرض میں اضافہ یا مریض کی زندگی کو کسی قسم کے خطرہ کی نشان دہی کرے یا دن کے وقت دوائی کا استعمال لازم قرار دے تو اس انتہائی صورت میں روزہ چھوڑا جا سکتا ہے۔

روزہ چونکہ جگر اور معدہ کے کام کو درست کرتا ہے اور بسیار خوری سے بچاتا ہے اس وجہ سے ذیابیطس میں فائدہ مند ثابت ہو سکتا ہے۔ معالجین کا اس بات پر پورا اتفاق ہے کہ ذیابیطس کا بنیادی سبب نظام انہضام کی خرابی اور جگر کے فعل میں خرابی ہے۔ اس قاعدے کے مطابق اگر ہاضمہ درست ہے تو ذیابیطس کا امکان بہت کم ہو جاتا ہے۔ کینسر کے مریضوں کے لیے بھی روزہ مفید ہوتا ہے۔ روزہ اس حوالہ سے کینسر کی روک تھام کرتا ہے کہ یہ جسم میں کینسر کے خلیوں کی افزائش کو روکتا ہے۔ روزے کی حالت میں جسم میں گلوکوز اور پروٹین کی کمی ہو جاتی ہے۔ کینسر کے خلیوں کو اپنی نشوونما کے لیے پروٹین کی ضرورت ہوتی ہے۔ اس طرح یہ کہا جا سکتا ہے کہ روزے کی حالت میں کینسر سے تحفظ ملتا ہے۔ بہرحال اس حوالہ سے بھی دیانت داری اور نیک نیتی سے ڈاکٹر کی ہدایت پر عمل کیا جائے۔

حاملہ خواتین

دوران حمل نقاہت اور علالت اس قدر بڑھ گئی ہو کہ اگر روزہ رکھ لے تو کسی قسم کی پیچیدگی پیدا ہو جانے کا امکان ہو یا بچے کو دودھ پلانے والی عورت کو اپنی زندگی مخدوش محسوس ہو تو رمضان کا روزہ نہ رکھے۔ بعد میں قضا روزے رکھ لے۔

روزے کی قضا

قضا سے مراد یہ ہے کہ وہ شخص جو کسی شرعی عذر کی بنا پر رمضان میں کوئی روزہ نہیں رکھ سکا تو رمضان کے بعد چھوٹے ہوئے روزے کے بدلے میں روزہ رکھے۔ روزوں کی قضا رمضان اور ممنوع دنوں (عیدین وغیرہ) کے علاوہ کسی بھی وقت رکھے جا سکتے ہیں اور اس میں یہ بھی ضروری نہیں کہ مسلسل روزے رکھیں جائیں۔

روزے کا فدیہ

فدیہ سے مراد ہے کہ اگر کوئی شخص انتہائی ضعیف و نحیف ہو گیا ہو کہ روزہ رکھنے کی طاقت نہ رہی ہو یا اس قدر بیمار ہے کہ صحت یابی کے امکانات بھی نہ ہوں تو ایسے شخص کو روزہ نہ رکھنے کی اجازت ہے۔ یا دوسری صورت میں کسی اور شرعی عذر کی بنا پر رمضان کا روزہ نہیں رکھ سکا تو اس کی ایک صورت یہ ہے کہ وہ فدیہ ادا کرے۔ یعنی ایک روزے کے بدلے میں ایک مسکین کو صدقہ فطر کے برابر غلہ یا صبح و شام پیٹ بھر کر کھانا کھلائے یا اس کے نقد پیسے دے، اس عمل کو شریعت کی اصطلاح میں "فدیہ" کہا جاتا ہے۔ ایسے مریضوں کے لیے روزے کا فدیہ دینا کافی نہیں ہے جو بعد میں صحت یاب ہو کر روزہ رکھنے کی طاقت رکھتے ہوں۔ اُن کے لیے صحت یابی کے بعد روزے کی قضا ضروری ہے۔

فدیہ کی مقدار

جمہور علماء کے نزدیک فدیہ یا صدقہ فطر کی مقدار کسی بھی جنس کی صورت میں گندم (آٹا)، چاول، جو، کھجور، کشمش کی اڑھائی کلو کے حساب سے یا کسی بھی جنس کی بازاری قیمت کے مطابق نقد رقم، احناف کے نزدیک فدیہ یا صدقہ فطر کی مقدار گندم (آٹا) کی صورت میں پونے دو کلو (احتیاطاً 2 کلو) اور کسی بھی دوسری جنس کی صورت میں چاول، جو، کھجور، کشمش، یا پنیر کی ساڑھے تین کلو یا بازار کے مطابق اس کی قیمت۔

فدیہ کے مصارف

جمہور علماء کے نزدیک فدیہ کے وہی مصارف ہیں جو زکوٰۃ کے ہیں۔

☆☆☆☆

بقیہ: کار تریاقی

اب بجٹ کی آمد آمد ہے۔ عوام اپنی خیر منائیں۔ امراء مغل بادشاہوں کی طرح نہایت اونچا معیار زندگی لیے، نمائش، عیش پرستی میں مبتلا ہیں۔ اپنے اخراجات پورے کرنے کے لیے رعایا اور زیردستوں سے ٹیکس در ٹیکس وصول کرتے ہیں۔ رعایا پر ساری سختیاں بجلی بن کر گرتی ہیں۔ رشوت ستانی اور اخلاقی انحطاط کا دور دورہ ہے۔ کردار کی گراوٹ کا عالمی بحران ہے۔ دجل و فریب پر مبنی جنگیں لڑی جا رہی ہیں۔ برما کو دیکھ لیجیے۔ 48ء سے روہنگیا مسلمان اپنی شناخت اور بقا کی جنگ لڑ رہے ہیں، یکہ و تنہا۔ ان کی حالتِ زار پر ترکی بول اٹھا تو اچانک اوباما کی سماعت و بصارت نے بھی کام کرنا شروع کر دیا۔ گونگا شیطان بھی بول اٹھا۔ میانمار میں مسلمانوں سے امتیازی سلوک بند کیا جائے۔ حالانکہ چند سال بیشتر دو (اگیزیکٹ) نوبل پرائز یافتگان، اوباما اور سوچی کھڑے ایک دوسرے کو اس حال میں سراہ رہے تھے جب برما کے مسلمان ان کے مظالم تلے کراہ رہے تھے۔ اوباما کو یہ انعام مصر میں جمہوریت نوازی کی تقریر کے پس منظر میں ملا تھا، جبکہ عمل کی دنیا میں جمہوریت کو امریکی وائسرائے السیسی نے ڈس لیا۔ اخوان رابعہ عدویہ سانحے میں کچلے گئے۔ یہ ہے حاصل عالمی امن کے تمغوں اور انعامات کا۔ سارے ستارے، تمغے آج مسلمانوں کے خون سے رنگین ہیں۔ میڈیا دنیا کو بوکوحرام کی خبریں مرچ مسالے چھڑک کر پیش کرتا رہا۔ یہ تو اب ایمنسٹی انٹرنیشنل رپورٹ نے بتایا کہ ان کے خلاف لڑنے والی نائیجیریا کی فوج 8 ہزار افراد کے قتل اور سنگین جنگی عزائم میں ملوث ہے۔ فوجی افسران قتل عام کے مرتکب پائے گئے ہیں! ملکوں ملکوں لڑے جانے والی اس جنگ کی کہانی یہی ہے۔ گرچہ یہ منہ اور مسور کی دال والی بات ہے مگر کہنے، مانگنے میں حرج کیا ہے کہ ؎

ملائک ہم نے کیا کرنے، ہمیں کوئی بشر دے دے
ترستی ہے یہ دنیا یا خدا کوئی عمرؓ دے دے

دعائے صحت کی اپیل

☆ تنظیم اسلامی کے مرکزی ناظم تربیت انجینئر نوید احمد علیل ہیں

☆ تنظیم اسلامی گوجرخان کے مبتدی رفیق محمد سہیل روڈ ایکسیڈینٹ میں شدید زخمی ہوئے ہیں

☆ حلقہ پنجاب پوٹھوہار کے معتمد محمد زمان علیل ہیں

اللہ تعالیٰ ان کو شفائے کاملہ عاجلہ مستمرہ عطا فرمائے۔ قارئین اور رفقاء و احباب سے بھی ان کے لیے دعائے صحت کی اپیل کی جاتی ہے۔

سود: ایک لعنت

3جون 2015ء کو منعقدہ نشست کی تلخیصی رپورٹ

مہمانانِ گرامی:
ڈاکٹر محمد اکرم (صدر شعبہ معاشیات، گورنمنٹ کالج آف سائنس، لاہور)
حافظ عاطف وحید (انچارج شعبہ تحقیق اسلامی، قرآن اکیڈمی، لاہور)

میزبان: ایوب بیگ مرزا

سوال: قرآن وحدیث کے مطابق سود کی تعریف کیا ہے اوراس کی کیا کیا اقسام ہیں؟

حافظ عاطف وحید: سود کا لفظ فارسی سے آیا ہے، عربی زبان میں ربا کا لفظ ہے اور اُردو میں بھی ہم اسے سود کہتے ہیں۔ انگریزی میں اس کے لیے usury اور interest کے الفاظ استعمال ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے جب ربا کا لفظ قرآن میں استعمال کیا تو براہ راست اس کی definition دینے کے بجائے ربا کو ایک برائی اور ایسا گناہ قرار دیا جس سے فوراً باز آجانا ضروری ہے۔ پھر ربا کے ضمن میں کچھ احکام قرآن مجید میں آئے کہ اگر تم قرض کا معاملہ کرو تو اس کو اس انداز سے طے کرو۔ اگر ایسا نہیں کرو گے تو ربا پیدا ہوگا اور یہ وہ شے ہے جو اللہ سے بغاوت کا اعلان ہے۔ اس زمانے میں کاروباری ضرورتوں کے لیے ربا کی بنیاد پر قرض کا لین دین عام تھا۔ اس تناظر میں لوگوں کو معلوم تھا کہ ربا سے کیا مراد ہے۔ اسی لیے جب قرآن مجید میں ربا کا ذکر آیا تو وہاں سورۃ الروم میں یہ فرما دیا گیا: ﴿وَمَآ اٰتَیْتُمْ مِّنْ رِّبًا لِّیَرْبُوَا فِیْٓ اَمْوَالِ النَّاسِ فَلَا یَرْبُوْا عِنْدَ اللّٰهِ ۚ وَمَآ اٰتَیْتُمْ مِّنْ زَكٰوةٍ تُرِیْدُوْنَ وَجْهَ اللّٰهِ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُضْعِفُوْنَ (۳۹)﴾ ’’اور جو تم سُود دیتے ہو کہ لوگوں کے مال میں افزائش ہو تو اللہ کے نزدیک اس میں افزائش نہیں ہوتی اور جو تم زکوٰۃ دیتے ہو اور اس سے اللہ کی رضامندی طلب کرتے ہو تو (وہ موجب برکت ہے اور) ایسے ہی لوگ (اپنے مال کو) دو چندسہ چند کرنے والے ہیں۔‘‘ اس کے بعد بھی ربا کے بارے میں آیات کا اسلوب اسی قسم کا ہے کہ ایک ایسی شے جس سے لوگ متعارف ہیں، اس کے بارے میں قرآن ایک تبصرہ کر رہا ہے۔ پھر وہ سٹیج آئی کہ قرآن نے بتایا کہ یہود پر بھی ربا حرام تھا، اور ان کا ایک جرم یہ بھی تھا کہ انہوں نے ربا کا لین دین جائز قرار دے دیا تھا۔ اس کے بعد کی آیات میں یہ فرمایا گیا کہ اے مسلمانو اب تم ربا کے لین دین سے بالکل باز آجاؤ۔ پھر آخری درجے میں یہ حکم آیا کہ اگر باز نہیں آؤ گے تو اللہ اور اس کے رسولؐ کی طرف سے اعلان جنگ ہے۔ تو اس انداز سے قرآن نے ربا کے لفظ کو بیان کیا۔ احادیث مبارکہ سے معلوم ہوتا ہے کہ ربا کی کچھ اقسام کو اُس دور کے لوگ ربا نہیں سمجھتے تھے۔ وہ آپ ﷺ کے بیان کرنے سے واضح ہوئیں۔

قرآن اور حدیث کو ملا کر فقہاء نے کچھ نتائج نکالے اور اس سے ربا کی تعریف معین کرنے کی کوشش کی۔ ان میں سے ایک حدیث بہت ہی اہم ہے: کُلُّ قرضٍ جَرَّ نفعا فهو الربا ’’ہر ایسا قرض جس کے ساتھ کوئی منفعت وابستہ ہو جائے وہ ربا ہے۔‘‘ اگر آپ نے کسی

مرتب: محمد خلیق

کی مدد کرنی ہے تو اسے قرض دیں اور اس کا اجر اللہ سے چاہیں، اگر آپ کا قرض دینا کسی معاشی مفاد کے ساتھ وابستہ ہو جائے تو وہ ربا پر مبنی قرض ہے۔ گویا قرض چھوٹی مدت کا ہو یا بڑی مدت کا، شریعت کا حکم یہ ہے کہ اسے برابری پر طے کیا جائے یعنی جتنا دو اتنا ہی واپس لو۔ بصورت دیگر پہلے سے مشروط اضافہ ربا ہے۔

سوال: فرض کیجیے کوئی شخص کسی سے سونا بطور قرض لیتا ہے۔ قیمتیں بدلتی رہتی ہیں۔ ایسی صورت میں کیا اسی قیمت کا سونا واپس کیا جائے گا جتنی قیمت کا لیا تھا یا اتنا سونا واپس کیا جائے گا جتنا لیا گیا تھا؟

حافظ عاطف وحید: سونا جنس بھی ہے اور کرنسی بھی۔ جب ربا کی حرمت کا حکم آیا، اس وقت کرنسی سونے چاندی کے سکوں پر مشتمل تھی۔ اللہ نے ان چیزوں کے احکام کو اگر مگر کے اعتبار سے نہیں رکھا بلکہ یہ کہا کہ تم قرض جس چیز میں بھی دو، اس کی جب واپسی ہوگی تو وہ برابر ہوگی چاہے اس کی قیمت کم ہو یا زیادہ۔ یہ بات ’’فلکم رؤوس اموالکم‘‘ کے بیان سے واضح کر دی گئی۔ یہی معاملہ کرنسی کا بھی ہے اور یہی معاملہ سونا کا بھی ہے۔

سوال: ہمارے تاجر حضرات یہ کہتے ہیں اور کئی مذہبی دانشور اس کی تصدیق بھی کرتے ہیں کہ بینک کا سود ربا کے زمرے میں نہیں آتا بلکہ ربا کا اطلاق کسی سے ذاتی طور پر لیے گئے قرض کے معاملے میں ہوتا ہے۔ کیا یہ درست ہے؟

ڈاکٹر محمد اکرم: اس زمانے میں کاروباری مقاصد کے لیے بھی قرض لیا جاتا تھا اور لوگ انفرادی ضروریات کے لیے بھی قرض لیتے تھے، یعنی بزنس لون اور کنزمپشن لون دونوں طرح کے قرضے لیے اور دیے جاتے تھے۔ قرآن وحدیث میں کہیں اس بات کی تخصیص نہیں کی گئی کہ یہ حرمت صرفی مقاصد کے لیے ہے یا کاروباری مقاصد کے لیے۔ اس میں بھی دو طرح کے لین دین ہیں۔ ایک رقوم یا کرنسی کی صورت میں قرض کا لین دین کیا جاتا ہے۔ اسے ربا نسیئہ یا ربا القرآن کہا جاتا ہے۔ دوسرا، اشیاء کے باہمی تبادلے کا لین دین کیا جاتا ہے۔ قرآن کے احکام کی وضاحت کی تو بالکل ضرورت ہی نہیں تھی، اس لیے کہ بات بالکل واضح تھی۔ اشیاء کے باہمی تبادلے کے ضمن میں اللہ کے رسول ﷺ نے چھ اشیاء یعنی **الذهب بالذهب والفضة بالفضة والبر بالبر والشعير بالشعير والتمر بالتمر والملح بالملح** کا نام لے کر فرمایا کہ **سواء بسواء** یعنی ان کا لین دین کرو تو برابری کی بنیاد پر کرو، اور یہ بھی فرمایا کہ **فمن زاد او استزاد فقد الربا** جس نے زیادہ لیا یا زیادہ دیا اس نے ربا کا معاملہ کیا۔ ان تصریحات میں کہیں بھی یہ تخصیص نہیں ہے کہ لین دین کوئی فرد کر رہا ہے یا ادارہ۔ اس بارے میں

> قرآن وحدیث میں کہیں اس بات کی تخصیص نہیں کی گئی کہ ربا کی حرمت صرفی مقاصد کے لیے ہے یا کاروباری مقاصد کے لیے۔

علماء اور فقہاء کی آرا موجود ہیں کہ بینک کا سود ربا کی تعریف پر پورا اُترتا ہے۔ ایک ادارہ قرض دے رہا ہے، دوسرا فرد اس قرض کو استعمال کرنے کے بعد جب اس کو واپس کرتا ہے تو اضافہ کے ساتھ کرتا ہے، چاہے اس نے کچھ کمایا ہو یا نہیں۔ یہ بات بالکل تصدیق شدہ ہے کہ اس طرح جو زیادہ

رقم لی جاتی ہے، وہ سود کے زمرے میں آتی ہے۔ کچھ لوگ اس کے بارے میں غلط فہمی پیدا کرتے ہیں، جو کہ بالکل بے جا اور بے بنیاد ہے۔

سوال: سودی معیشت پوری دنیا میں چل رہی ہے۔ سود کی نفی کر کے ہم اپنی معیشت کو کیسے چلا سکتے ہیں؟ کیا

> ایک مسلمان کے لیے سود سے بچنا ایمان کا مسئلہ ہے، چاہے سود میں سو فائدے ہی کیوں نہ ہوں!

مشارکہ اور مضاربہ سود کا نعم البدل ہیں؟

حافظ عاطف وحید: یہ بات سو فیصد درست نہیں ہے کہ اس وقت پوری دنیا کی معیشت سود پر چل رہی ہے۔ سود کی حیثیت فنڈز کے لین دین میں ایک آلہ یا انسٹرومنٹ کی ہے اور اس کے ذریعے سے فنڈز کا تبادلہ ہو رہا ہے، لیکن سود کے بغیر بھی معاشی معاملات طے پا رہے ہیں۔ اس وقت دنیا میں بہت بڑے پیمانے پر شراکتی (participatory) بنیادوں پر فنانسنگ کا رواج ہو چکا ہے۔ اس میں نفع و نقصان میں شراکت کی بنیاد پر معاملات طے ہوتے ہیں۔

سوال: اس وقت دنیا میں جو ممالک سود میں ملوث نہیں ہیں، کیا وہ اسلامی ہیں یا غیر اسلامی؟

حافظ عاطف وحید: بدقسمتی سے اس معاملے میں اسلامی ممالک کی حالت کافی کمزور ہے جبکہ دنیا کی دوسری بڑی معاشی طاقتیں ہیں۔ مثلاً جاپان میں انٹرسٹ ریٹ کم ہوتے ہوتے زیرو کے قریب پہنچا ہوا ہے۔ سوچنے کی بات ہے کہ ایسی صورت میں وہاں فنڈز کا تبادلہ کس بنیاد پر ہو رہا ہے، صنعتیں کیسے لگ رہی ہیں، وہ لوگ فنڈز کو کیسے موبلائز کر رہے ہیں؟ یہ امر طے شدہ ہے کہ معیشت میں سرمایہ کاری کا شرح سود کے ساتھ عکسی تعلق ہے۔ اگر شرح سود بڑھتی ہے تو سرمایہ کاری کم ہو جاتی ہے۔

سوال: امریکہ، کینیڈا وغیرہ میں بھی کم ہوگا؟

حافظ عاطف وحید: جی تقریباً ایک فیصد سے بھی کم، جس کو آپ سروس چارجز کا نام دے سکتے ہیں۔ یہ کام انہوں نے کوئی دینی یا اعتقادی بنیاد پر نہیں بلکہ معیشت کی بہتری کے لیے کیا ہے۔ وہاں سودی نظام اپنی جگہ ایک قانونی حیثیت رکھتا ہے، جس کے مطابق آپ اپنا بزنس سیٹ اَپ کر سکتے ہیں البتہ عملاً جو کچھ ہو رہا ہے وہ ذرا مختلف ہے۔ مسلمان کے لیے تو یہ ایمان کا مسئلہ ہے۔ چاہے سود کے اندر سو فائدے ہی کیوں نہ محسوس ہوں، اس کے لیے یہ کام ممنوع ہے۔ قرآن مجید کے بعض اشارات سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی سنت بھی ایسی ہے کہ اللہ جب آزماتا ہے تو آزمائش میں وہ چیزیں جو بظاہر آسانی سے حاصل کی جا سکتی ہیں، ان کی ممانعت کی جاتی ہے تاکہ بندہ مومن کے ایمان کا ٹیسٹ ہو جائے۔ سودی معیشت اپنی جگہ exploitative اور ظالمانہ ہے لیکن اس کی ایک بہت بڑی ''خوبی'' یہ ہے کہ اس کے ذریعے بہت آسانی سے پیسوں کا لین دین ہوتا ہے۔ کوئی لمبے چوڑے معاملات نہیں ہیں۔ آپ نے صرف ریٹ آف انٹرسٹ طے کرنا ہے اور جتنی مدت کے لیے پیسہ ادھار لیا جا رہا ہے اس کا فیصلہ کرنا ہے۔ اس میں سے بہت سارے خطرات نکل جاتے ہیں، اس لیے یہ بہت آسان ہے۔ یہی چیز ہمارے لیے آزمائش ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ ایمانی عنصر کو ایک طرف رکھتے ہوئے بھی دنیا کے نظام معیشت میں ایک بہت بڑا سیٹ اَپ شراکتی بنیادوں پر قائم کیا جا سکتا ہے۔ اللہ نے فیصلہ کن انداز میں کہا ہے کہ ربا حرام ہے، بیع حلال ہے۔ سود سے بچنے کا یہ مطلب نہیں ہے کہ سارے راستے بند ہو گئے۔ ایک چیز کو بند کرنے سے دس راستے کھلتے ہیں۔ یہ وہ راستے ہیں جس میں پیسہ دینے والے کی بھی بھلائی ہے اور پیسہ لینے والے کے لیے بھی آسانی ہے۔ معیشت بھی اس سے پنپتی ہے۔ اس پر آج کی معیشت شاہد ہے کہ بینک ریٹ اور انٹرسٹ ریٹ آہستہ آہستہ کم ہوتے ہوتے زیرو کے قریب پہنچے ہیں۔ یہ کوئی خیالی بات نہیں ہے کہ سودی معیشت کے بغیر کام نہیں چل سکتا۔ اس سے بہتر چل سکتا ہے۔ جس سودی معیشت کو ہم نے پکڑا ہوا ہے اس نے ہمیں فقر، افلاس، بھوک کے سوا کچھ نہیں دیا۔ ہم اندرونی و بیرونی قرضوں کے بوجھ تلے دبے ہوئے ہیں۔

ایوب بیگ مرزا: یہ ممالک اپنی معیشت کی بہتری کے لیے اگر سود کو کم تر کرتے چلے جا رہے ہیں تو گویا دوسرے الفاظ میں وہ اس بات کو تسلیم کرتے ہیں کہ اسلام نے جو اُصولی نظام بنایا ہے وہ کاروبار کے لیے ایک بہتر طریقہ ہے۔

حافظ عاطف وحید: میں تھوڑی سی وضاحت کر دوں۔ ایک ریٹ آف انٹرسٹ وہ ہے جس پر پیسے کا بینکوں کے مابین داخلی طور پر تبادلہ ہوتا ہے۔ ایک ریٹ آف انٹرسٹ وہ ہے جس پر بینک پبلک کو lending کر رہے ہیں۔ اس lending کی شرح سود اس وقت دو ہندسوں میں ہے، البتہ جو لین دین آپس میں ہو رہا ہے اس کا ریٹ آف انٹرسٹ کچھ کم ہوا ہے۔ اس میں بھی نظر کچھ اور آتا ہے جبکہ حقیقت کچھ اور ہوتی ہے۔ مثال کے طور پر اگر وہ 12 فیصد بتاتے ہیں تو بینک کی جو انٹرنل ریٹ آف ریٹرن کیلکولیٹ ہوتی ہے وہ 17، 18 فیصد یا اس سے بھی زیادہ ہوتی ہے۔ اس اعتبار سے یہ اعداد کا کچھ ہیر پھیر بھی ہے!

سوال: بعض مذہبی دانشور سود لینے کی حرمت کے تو قائل ہیں جبکہ سود دینے کو وہ حرام تصور نہیں کرتے؟

ڈاکٹر محمد اکرم: قرآن وحدیث کے احکام تو بالکل واضح ہیں، چاہے رشوت کا معاملہ ہو یا سود کا۔ رشوت کے معاملے میں تھوڑی سی گنجائش بعض علماء نے یہ نکالی ہے کہ رشوت لینا کسی صورت میں جائز نہیں ہے البتہ رشوت دینے کے معاملے میں اگر بالکل اضطراری کیفیت ہو تو وہاں گنجائش نکل سکتی ہے بشرطیکہ آپ کی بات بھی جائز ہو۔ تاہم یہ فتویٰ کی بات ہے جبکہ تقویٰ وہاں پر بھی یہ کہتا ہے کہ رشوت کا لین دین نہیں ہونا چاہیے چاہے کوئی اپنے حق ہی سے محروم ہو رہا ہو۔ اسی طرح سے سود کا معاملہ ہے۔ ربا کے معاملے میں اللہ اور اللہ کے رسولؐ نے جتنے سخت احکام دیئے ہیں، تو اس میں گنجائش کہاں سے نکل آتی ہے! تقویٰ کا تقاضا بہرحال یہی ہے کہ سود کے معاملے میں کسی طرح سے بھی ملوث نہیں ہونا چاہیے۔

> اللہ کے رسول ﷺ نے سود کے قریب لے جانے والے تمام چور دروازے بھی بند کر دیئے

ایوب بیگ مرزا: کسی عالم دین یا مذہبی دانشور کی طرف سے تو یہ بات بہت کم آئی۔

حافظ عاطف وحید: اصل میں یہ اشکال اس لیے پیدا ہوا کہ رسول ﷺ کے فرامین کے معاملے میں ہمارے ہاں اس وقت استخفاف کا طرزِ عمل پایا جاتا ہے۔ اس کے لیے دلیل یہ دی جاتی ہے کہ قرآن نے جہاں پر ربا کی حرمت کا ذکر کیا ہے وہاں کھانے والے کی بات ہے، کھلانے والے کا ذکر نہیں ہے۔ یہ سوچ کا ایک انداز ہے جس میں ہم نے قرآن کو حدیث سے الگ رکھ کے اپنی رائے قائم کرنے کی کوشش کی۔ ہمارے نزدیک قرآن و سنت دونوں حجت ہیں، اور احکام شریعت کے معاملے میں ان کے مابین کوئی تفریق نہیں ہے۔ یہاں ایک بات کی

وضاحت ہو جائے کہ قرآن نے آکل اور یا کلون کا ذکر کیا، حدیث نے اس کو بیلنس کر دیا کہ اس لعنت میں کھلانے والا بھی شریک ہے، معاہدے کو تیار کر کے دینے والا بھی جو شعوری طور پر اس کام میں معاونت کر رہا ہے، اور وہ شخص بھی جو اس غلط کام پر گواہی دے۔ چنانچہ اس کے اندر جو ممکنہ رخنے ہو سکتے تھے کہ لوگ اس سے اپنا مطلب نکالتے، اللہ کے رسول ﷺ نے وہ تمام دروازے بند کر دیے۔

سودی معیشت کی موجودگی میں غیر سودی نظام پوری طرح کامیاب نہیں ہو سکتا

البتہ اس بات میں وزن ہے کہ اگر کوئی شخص انتہائی مجبور ہے تو اس کیفیت میں کھانے والے اور کھلانے والے میں یقیناً فرق ہوگا۔ کھانے والے کو وہ اضطرار لاحق نہیں ہو سکتا۔ البتہ کھلانے والے کا یہ مسئلہ ہو سکتا ہے کہ وہ بھوک سے بے حال ہے، اور اس کے پاس اس کے سوا کوئی راستہ نہیں ہے کہ وہ کسی سے سودی قرضہ لے۔

سوال: پاکستان میں جاری اسلامی بینکنگ کیا شرعی تقاضے پورے کرتی ہے؟

حافظ عاطف وحید: اسلامی بینک کاری کے لیے خواہش اور تڑپ تو ہمیشہ سے رہی ہے۔ جب سے مسلمانوں کے علاقوں میں بینکنگ کا سسٹم رائج ہوا تو یہ احساس پیدا ہوا کہ اس سودی نظام کے متبادل بھی کوئی نظام ہونا چاہیے۔ 1970ء کی دہائی میں اسلامی نظریاتی کونسل نے ایک قرارداد میں فیصلہ دیا کہ بینک انٹرسٹ ربا ہے۔ کونسل نے ایک تفصیلی رپورٹ حکومت کو دی جس میں 12 ایسے متبادلات تجویز کیے گئے جن کی بنیاد پر بینکنگ کے لین دین کو غیر سودی کیا جا سکتا ہے۔ اس کے بعد بہت سے مسلم سکالرز اور بینکرز بھی اس بات پر آمادہ ہوئے کہ ہمیں غیر سودی طریقوں کو اختیار کرنا چاہیے۔ چنانچہ سب سے پہلے PLS کی بنیاد پر بینکنگ اکاؤنٹس شروع کیے گئے۔ یہ الگ بات ہے کہ اس کے اندر انہوں نے طریقے ایسے اختیار کیے کہ PLS اصل میں صرف PS ہی تھا۔ پھر ایک مرحلہ وہ آیا جب 1999ء میں سپریم کورٹ آف پاکستان نے یہ فیصلہ دے دیا کہ دو سال کے بعد وہ تمام قوانین جو سودی لین دین کو کور کرتے ہیں، کالعدم ہو جائیں گے۔ انہوں نے تقریباً 25 قوانین کے بارے میں کہا کہ ان میں جو انٹرسٹ کا لفظ آیا ہے وہ ربا کے علاوہ اور کچھ نہیں۔ اس فیصلے کی بنیاد پر بہت سے بینکوں کو فکر ہوئی کہ ہمیں کوئی ایسا نظام شروع کرنا چاہیے جو غیر سودی ہو۔ انہوں نے جو نظام وضع کیا وہ کسی حد تک اسلامی نظریاتی کونسل کے بتائے ہوئے خطوط اور پھر بعد میں سپریم کورٹ آف پاکستان کے فیصلہ کے مطابق تھا۔ لیکن اسے ہم مکمل شرعی یا دینی تقاضوں پر پورا اُترتا ہوا اس لیے نہیں کہہ سکتے کہ جس معیشت میں بھی دونوں سسٹم ساتھ ساتھ چل رہے ہوں گے، وہ کبھی بھی مکمل غیر سودی ہو نہیں سکتی۔ سودی بنیادیں، غیر سودی طریقوں کے اوپر لامحالہ اثر انداز ہوتی ہیں۔ وہی بینچ مارکس یہاں بھی لینے پڑتے ہیں۔ مارکیٹ میں ایک جیسی قسم کے لوگوں کو انہوں نے capture کرنا اور ان کی ضرورتوں کو cater کرنا ہوتا ہے۔ ایک بڑا مسئلہ یہ ہوتا ہے کہ عام آدمی کو جب یہ معلوم ہوتا ہے کہ مجھے سودی بینک میں معاملہ سستا پڑ رہا ہے تو وہ لامحالہ اس طرف جائے گا۔ ایسے میں اسلامی بینکاری کی clientele کم ہوتی ہے۔ لہٰذا انھیں بھی ایسی ترغیبات دینی پڑتی ہیں جو مقاصدِ شریعت کو پورا نہیں کرتیں۔ اسلامی بینکاری ایک عام سودی بینکاری سے step forward ہے۔ اس کے اندر بڑے مفید ڈاکومنٹس تیار ہوئے ہیں، جن سے یہ واضح ہو رہا ہے کہ ایک صحیح نظام معیشت قائم ہو سکتا ہے۔ لیکن جب تک اس کے مقابلے میں سودی سسٹم ختم نہیں ہوگا اس وقت تک یہ اپنے حقیقی مقاصد کو حاصل نہیں کر سکتی۔ ہمارے آئین کی دفعہ 38-F میں واضح کر دیا گیا ہے کہ سودی نظام معیشت کو جلد از جلد ختم کرنا ریاست کی ذمہ داری ہے۔

سوال: ہمارے ماہرین اقتصادیات خوف زدہ کرتے رہتے ہیں کہ اگر سودی معیشت کو ختم کیا گیا تو سارا نظام حکومت زمین بوس ہو جائے گا۔ کیا واقعی ایسا ہوگا یا پھر اس سے سودی نظام کو ختم کرنے میں مزید کوئی تقویت مل سکتی ہے؟

ڈاکٹر محمد اکرم: اس ضمن میں، میں ایک سوال اپنی طرف سے اُٹھاتا ہوں کہ کیا موجودہ نظام کامیابی سے چل رہا ہے؟ اس وقت پاکستان کے بجٹ کا ایک بڑا حصہ سود کی ادائیگی پر خرچ ہوتا ہے۔ قرضوں کی واپسی بہت تھوڑی ہوتی ہے۔ بعض اوقات ہم سود ادا کرنے کے لیے بھی قرض لے لیتے ہیں۔ 2010ء میں ہم نے 6 کھرب 40 ارب روپے، 2011ء میں 8 کھرب 52 ارب روپے، 2012ء میں 9 کھرب 10 ارب روپے اور 2013ء میں 9 ارب 36 ارب روپے ادا کیے ہیں۔ 2014ء میں اس مقصد کے لیے 11 کھرب 55 ارب روپے رکھے گئے تھے۔ ان پانچ سالوں میں یہ رقم 40 فیصد سے زیادہ بڑھ چکی ہے۔ سود کو ادا کرنے کے لیے قرض مسلسل لیا جا رہا ہے جبکہ معیشت مزید جکڑی جا رہی ہے۔ کیا ہم کامیابی کی طرف جا رہے ہیں!

سوال: آپ نے سود کے گناہ کی سنگینی بتائی ہے۔ کیا دینی جماعتیں تحریکی یا قانونی لحاظ سے اس کو ختم کرنے کی کوئی کوشش کر رہی ہیں؟

حافظ عاطف وحید: اس حوالے سے دینی جماعتوں کے کریڈٹ پر چند اہم لینڈ مارکس ہیں، خاص طور پر تنظیم اسلامی کی جدوجہد قابل ذکر ہے۔ بانی تنظیم ڈاکٹر اسرار احمدؒ نے اس برائی سے کبھی بھی چشم پوشی نہیں کی اور ہمیشہ اس کے خلاف آواز بھی اُٹھائی۔ مختلف سطح پر تحریکیں چلائی گئیں۔ ایک موقع پر مسلم لیگ (ن) کو جب بہت بڑا مینڈیٹ ملا تو انہوں نے اس سلسلے میں ایک بہت بڑی تحریک لانچ کی اور خطوط لکھوائے گئے۔ لاکھوں افراد نے کارڈز لکھے، اور وہ ایوان حکومت تک پہنچائے گئے۔ وزیر اعظم سے بالمشافہ مل کر ان کے سامنے بھی یہ بات رکھی۔ یہ بدقسمتی ہے کہ ہمارے ارباب اقتدار کو اس مسئلہ کی

پاکستان کے بجٹ کا ایک قابل ذکر حصہ سود کی ادائیگی پر خرچ ہو جاتا ہے

نزاکت کا احساس نہیں ہو پایا۔ وہ یہی سمجھتے ہیں کہ شاید ہماری معیشت تباہ ہو جائے گی۔ اس وقت فیڈرل شریعت کورٹ میں وہ کیس لگا ہوا ہے جس کو سپریم کورٹ آف پاکستان نے 2002ء میں دوبارہ ریمانڈ کیا تھا۔ تنظیم اسلامی بھی اس میں ایک فریق کی حیثیت سے شامل ہے۔ اس کے وکلاء بھی متعین کیے گئے ہیں اور ماہرین سے بھی راہنمائی لی جاتی ہے۔ سپریم کورٹ آف پاکستان نے 1999ء میں جو فیصلہ دیا تھا جسے بعد کے ایک فیصلے کے تحت کالعدم قرار دیا گیا، اس فیصلے کو restore کرانے کی کوششیں بھی کی جا رہی ہیں۔ اس سلسلے میں بھی دینی جماعتوں نے کافی محنت کی ہے۔

اس پروگرام کی ویڈیو www.tanzeem.org پر خلافت فورم کے عنوان سے دیکھی جا سکتی ہے۔

☆☆☆

ماہ رمضان المبارک میں تنظیم اسلامی کے حلقہ جات

کے زیر اہتمام

حیدرآباد، پنجاب پوٹھوہار، آزاد کشمیر، خیبر پختون خوا جنوبی، سکھر، بلوچستان، پنجاب شمالی، سرگودھا اور مالاکنڈ میں

دورۂ ترجمہ قرآن وخلاصہ تعلیمات قرآن

کے پروگراموں کی فہرست

حلقہ حیدرآباد

مقام	مدرس	رابطہ نمبر
مسجد جامع القرآن، گلشن سحر، وادھو واہ بائے پاس، حیدرآباد	شفیع محمد لاکھو	0333-2608043
قرآن مرکز، سامنے سندھ بینک، مین روڈ، قاسم آباد	عبدالحکیم دایو	0333-2779769
دی انٹلیکچوئل اسکول، سندھ یونیورسٹی کالونی، فیز 1، جام شورو	نذیر احمد قریشی	0300-9373350
قرآن مرکز، بنگلہ نمبر بی 176، بلاک سی، یونٹ نمبر 2، لطیف آباد، حیدرآباد	سعد عبداللہ/زبیر احمد	0345-3570470
مسجد الشمس، مبارک کالونی، سٹی حیدرآباد	محمد دین میو	0300-3011987
تنظیم سٹی آفس، نزد پرانا گیس آفس، ہیرآباد، حیدرآباد	فاروق ناغڑ	0333-2651197
قرآن اکیڈمی، فیصل فلور مل روڈ، جوہر آباد، ٹنڈو آدم	راؤ احمد رضا	0302-3228040
مسجد خدیجۃ الکبریٰ، غریب آباد کالونی، کوٹڑی	علی محمد لاکھیر	0300-3093317
قرآن مرکز، خان زادہ کالونی، کوٹڑی	حافظ حسین احمد	0304-8328616
مسجد حمید، ٹنڈو اللہ یار	مسلم اقبال/ مہران خان	0345-3552595

حلقہ پنجاب پوٹھوہار

جامع مسجد العابد، حیاتسر روڈ، گوجر خان	راجہ احمد بلال ناصری	0333-5238591

حلقہ آزاد کشمیر

دفتر حلقہ، عیدگاہ روڈ، بالمقابل پائلٹ ہائی سکول نمبر 1، مظفر آباد	طاہر سلیم مغل	0345-5295450
العوان پلازہ، بینک سکوائر، چھتر، مظفر آباد	زرداد خان	0300-9163964
راولاکوٹ	پروفیسر عبدالقیوم قریشی	0301-5722707

حلقہ خیبر پختون خوا جنوبی

حلیم بینکوئٹ ہال، نشتر آباد، جی ٹی روڈ، پشاور	محمد ابراہیم	0300-5930818
گریٹر شادی ہال، فخر عالم روڈ، پشاور کینٹ	خورشید انجم	0345-9183623

شیرازان، مین یونیورسٹی روڈ، پشاور	قاضی فضل حکیم	0333-9181071

حلقہ سکھر

پروفیسرز ہاؤسنگ سوسائٹی، شکارپور روڈ، سکھر	ڈاکٹر اسرار احمدؒ (بذریعہ آڈیو)	(071)5872081
آئی بی اے، ایئرپورٹ روڈ، سکھر	حافظ خالد شفیع	0302-3137718

حلقہ بلوچستان

ملت میرج ہال، نزد چلڈرن ہسپتال، کنواری روڈ، کوئٹہ	عبدالسلام عمر	(081)2842969

حلقہ پنجاب شمالی

لیگون میرج ہال، بالمقابل رحمٰن آباد میٹرو سٹیشن، مری روڈ، راولپنڈی	علاؤالدین خان	0321-5113017
مسجد طیبہ، نیو لالہ زار، راولپنڈی	عثمان خاور	0301-8506647
مسجد عائشہ، نزد بیریئر نمبر 3، واہ کینٹ	ظفر اقبال	0300-5369827

حلقہ سرگودھا

مسجد جامع القرآن، مین روڈ، سیٹلائٹ ٹاؤن، سرگودھا	ظفر اقبال لاہڑی/ ڈاکٹر عبدالرحمٰن	0341-7955740
Heritage انٹرنیشنل کالج، اولڈ سول لائن، بالمقابل کمپری ہنسیو گرلز سکول، سرگودھا	ڈاکٹر اسرار احمدؒ (بذریعہ ویڈیو)	0321-6079797
دفتر تنظیم اسلامی، بلاک نمبر 4، جوہر آباد	ڈاکٹر اسرار احمدؒ (بذریعہ ویڈیو)	0333-6813350
مسجد بیت المکرم، پی اے ایف کالونی، میانوالی	نور خان	0332-7722972

حلقہ مالاکنڈ

مقام	مدرس	وقت
رہائش گاہ	حضرت نبی محسن	بعد نمازِ ظہر
جامع مسجد، مینہ	محمد جہانگیر	بعد نمازِ فجر
رہائش گاہ	یوسف جان	8 بجے صبح
مدرسہ للبنات، محلہ اتات خیل، غالیگے	مولانا ممتاز علی/ گل نواب	9 بجے صبح
لائبریری، صاحب زادہ مسجد	ڈاکٹر اسرار احمدؒ (بذریعہ ویڈیو)	بعد نمازِ تراویح
سول کالونی، خار باجوڑ	فیض الرحمن	بعد نمازِ تراویح
دفتر تنظیم، دیر	لائق سید	-
شاہین پبلک سکول، واڑی	مفتی سید الرحمٰن	بعد نمازِ ظہر
جامع مسجد مسکارئی، واڑی	خیال زمین	بعد نمازِ ظہر
جامع مسجد عمرالئی، واڑی	فرید اللہ	بعد نمازِ ظہر
رہائش گاہ	شاہد لطیف	بعد نمازِ ظہر
رہائش گاہ	شیر محمد حنیف	بعد نمازِ عصر

نوٹ: تنظیم اسلامی کے زیر اہتمام منعقدہ تقاریب میں عموماً خواتین کی باپردہ شرکت کا اہتمام کیا جاتا ہے۔ تاہم اس حوالے سے حتمی صورت حال دیئے گئے رابطہ نمبر سے معلوم کی جا سکتی ہے۔

حلقہ پنجاب شرقی کا ماہانہ تربیتی اجتماع و آگاہی منکرات مہم

حلقہ پنجاب شرقی کی مقامی تنظیم فورٹ عباس کے تحت ماہانہ تربیتی پروگرام 15 مئی 2015 کو بمقام مسجد جامع القرآن، رحمٰن ٹاؤن منعقد کیا گیا۔ پروگرام نماز جمعہ سے نماز عصر تک جاری رہا۔ اس میں 32 رفقاء اور 13 احباب نے شرکت کی۔ اجتماع کا آغاز خطبہ جمعہ سے ہوا جس کی ذمہ داری مقامی امیر حافظ محمد فرخ ضیاء نے ادا کی۔ انہوں نے آیۂ برّ کے حوالہ سے گفتگو کی۔ راقم نے درس حدیث کی ذمہ داری نبھاتے ہوئے دنیا اور آخرت کی حقیقت کو قرآن و حدیث کی روشنی میں واضح کیا۔ سیرت صحابہؓ بیان کرنے کی ذمہ داری ملتزم رفیق مختار احمد نے ادا کی۔ انہوں نے حضرت عبداللہ بن جحشؓ کی سیرت مطہرہ پر تفصیلاً روشنی ڈالی۔ اس کے بعد تمام شرکاء کی کھانے کے ساتھ تواضع کی گئی۔ وقفہ کے بعد سابقہ مقامی امیر وقار اشرف نے بانی تنظیم ڈاکٹر اسرار احمدؒ کے کتابچہ ''قرآن حکیم: دنیا کی عظیم ترین نعمت'' پر تفصیلی گفتگو کی۔ حافظ محمد فرخ ضیاء نے اپنی اختتامی گفتگو میں پمفلٹ ''ترک قرآن'' اور ''تنظیم اسلامی کی دعوت'' پڑھ کر سنائے اور تنظیم اسلامی کی دعوت اور اس کے طریقہ کار کو واضح کیا۔ انہوں نے رفقاء کا اجتماع کے لیے اپنے وقت اور مال کے ایثار پر شکریہ ادا کیا۔ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ سے دعا کی کہ ہمارے اس ایثار کو قبول کرلے اور ہم سے راضی ہو جائے۔

آگاہی منکرات کے سلسلہ میں ''ترک قرآن'' پمفلٹ کی تقسیم 17 مئی کو کی گئی، جس میں 6 رفقاء نے حصہ لیا۔ (رپورٹ: قمر الدین بھٹی)

حلقہ کراچی جنوبی کے زیر اہتمام رفقاء و رفیقات کا سہ ماہی تربیتی اجتماع

24 مئی 2015ء کو حلقہ کراچی جنوبی کا آل رفقاء و رفیقات سہ ماہی اجتماع بعنوان ''استقبال شہـــر عظیم'' قرآن اکیڈمی ڈیفنس میں منعقد ہوا۔ اس کا دورانیہ صبح 8 سے دوپہر 1 بجے تک تھا۔ میزبانی کے فرائض معتمد حلقہ جناب عبید احمد نے سرانجام دیے۔ انہوں نے ابتدائی کلمات میں تمام رفقاء و رفیقات کو خوش آمدید کہا اور پروگرام کی ترتیب سے آگاہ کیا۔ اس اجتماع میں 320 رفقاء اور 100 رفیقات نے شرکت کی۔

اجتماع کا باقاعدہ آغاز تلاوت کلام پاک سے ہوا جس کی سعادت ڈیفنس تنظیم کے رفیق حافظ محمد فصیح منصوری نے حاصل کی۔ ان کے بعد بانی محترم ڈاکٹر اسرار احمدؒ کے ویڈیو کلپس دکھائے گئے، جن میں بانی محترمؒ نے قرآنی آیات کی روشنی میں رمضان کے معنی، روزہ کے احکام اور قیام اللیل کی وضاحت پر مختصر مگر مدلل خطاب کیا تھا۔ ''انوار رمضان'' کے موضوع کے تحت چار مدرسین نے 15،15 منٹ مختلف عنوانات پر گفتگو کی۔ لانڈھی تنظیم کے معتمد محمد ہاشم نے ''شهر عظیم اور شهر الصبر'' کے ذیل میں گفتگو کی۔ ڈیفنس تنظیم کے ملتزم رفیق اسد محمود نے ''شهر المواساة و شهر الرحمة'' کے عنوان سے تذکیر کروائی۔ سوسائٹی تنظیم کے معتمد نعمان آفتاب نے ''شهر المغفره'' کے عنوان سے تذکیر کروائی۔ راقم نے ''قیام اللیل والدعاء'' کے موضوع پر بیان کیا۔ بعد ازاں ملکی حالات کا تجزیہ مشیر خصوصی برائے حالات حاضرہ جناب ثاقب رفیع شیخ نے پیش کیا۔ انہوں نے سانحہ صفورہ گوٹھ، صولت مرزا کی پھانسی اور کچھ دیگر واقعات کا تذکرہ کیا جو اس سہ ماہی میں رونما ہوئے تھے۔ غیر ملکی حالات کا تجزیہ بنوری ٹاؤن کے امیر فیصل منظور نے پیش کیا۔ انہوں نے مصر، یمن، عراق اور بنگلہ دیش کے اہم واقعات کا تذکرہ کیا۔

رفقاء کو باہمی ملاقات اور ریفریشمنٹ کے لیے 30 منٹ کا وقفہ دیا گیا۔ اس دوران امیر حلقہ نے غیر تربیت یافتہ مبتدی / ملتزم رفقاء سے ملاقات کی اور انہیں 30 مئی تا 5 جون تربیتی کورس کی اہمیت سے روشناس کروایا اور اس میں شرکت کے لیے ترغیب دلائی۔ دورہ ترجمہ قرآن میں دعوتی سرگرمیوں میں ترغیب و تشویق کے لیے تین سینئر رفقاء ڈاکٹر محمد الیاس، عامر خان اور سعید الرحمان نے مفید مشورے دیے اور رمضان میں دعوتی کام جوش و جذبہ اور منظم انداز میں کرنے کے لیے کہا۔ بعد ازاں ''شہـــر عظیم اور رسول کریم ﷺ'' کے عنوان پر ملیر تنظیم کے امیر راشد حسین صاحب نے خطاب کیا۔ مطالعہ لٹریچر کی ذمہ داری حلقہ کے ناظم دعوت جناب حافظ عمیر انور نے بخوبی انجام دی۔ انہوں نے ''عظمتِ صوم'' کتابچے کا مطالعہ کروایا۔ حلقہ کے ناظم رابطہ جناب عبدالرزاق کوڈواوی نے ''آفات روزہ'' کے عنوان پر پُرجوش گفتگو کی اور ایسے امور کی طرف توجہ دلائی کہ جن کے اختیار کرنے سے روزہ کی روح متاثر ہوتی ہے۔

آخر میں امیر حلقہ کا خطاب ہوا۔ انہوں نے ''رفیق تنظیم اور شہر عظیم'' کے عنوان پر گفتگو کرتے ہوئے کہا کہ رمضان کا مہینہ ویسے تو تمام امت مسلمہ کے لیے ہی اللہ سے اپنے تعلق کو مضبوط کرنے کا مہینہ ہے لیکن ہم رفقاء و رفیقات کے لیے اس کی اہمیت اس لیے بڑھ جاتی ہے کہ ہم اللہ سے اپنے ذاتی تعلق مضبوط کرنے کے ساتھ عوام الناس کا تعلق قرآن سے جوڑنے کی کوشش ہر سال کرتے ہیں۔ قرآن فہمی کورسز ہوں یا دورہ ترجمہ قرآن کی محافل، اس سے اوّلین استفادہ رفقاء و رفیقات کو کرنا چاہیے۔ اللہ سے دعاؤں کا خصوصی اہتمام کریں۔ رفقاء و رفیقات اپنی استطاعت کے مطابق بذل نفس اور بذل انفاق بھی لازماً کریں۔ بانی محترم ڈاکٹر اسرار احمدؒ کے لیے بھی خصوصی دعا کا اہتمام کرنے کو کہا کہ جن کو اللہ نے یہ سعادت عطا کی کہ انہوں نے رمضان کی راتیں قرآن کے ساتھ گزارنے کا خوبصورت نظام دیا اور اپنے اسلاف کے کام کو آگے بڑھایا۔ امیر حلقہ نے ٹارگٹ دیا کہ ہر رفیق کم از کم 10 احباب تک دورہ ترجمہ قرآن کی دعوت پہنچائے گا۔ آخر میں حافظ انجینئر نوید احمد اور حلقہ کراچی جنوبی کے مشیر خصوصی عابد خان کی مکمل صحت یابی کے لیے خصوصی دعا بھی کی گئی۔ امیر حلقہ کی دعا پر اس بابرکت محفل کا اختتام ہوا۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں خیر و عافیت کے ساتھ رمضان تک پہنچا دے اور اس مبارک ماہ کی تمام فیوض و برکات سے ہمیں مستفید فرمائے۔ آمین!

(رپورٹ: محمد سہیل)

حلقہ لاہور شرقی کے زیر اہتمام سہ ماہی شب بیداری اجتماع

یہ اجتماع 30 مئی 2015ء کو مسجد نور باغ والی میں منعقد ہوا۔ جناب شجاع الدین شیخ کو خصوصی طور پر دعوت دی گئی تھی۔ سٹیج سیکرٹری کے فرائض ناظم دعوت حلقہ لاہور شرقی جناب شکیل احمد نے سرانجام دیے۔ نماز مغرب کے بعد قاری محمد معاذ نے قرآن مجید کے مختلف مقامات سے تلاوت کر کے سامعین کے دلوں کو نور قرآن سے منور کیا۔ مقامی امیر تنظیم صدر، جناب عمران علی نے رمضان کی آمد پر نبی کریم ﷺ کا خطبہ انتہائی احسن انداز میں پیش کیا۔ خلیل احمد نے ''روح کا روزہ'' کے موضوع پر مدلل گفتگو کی۔ ''جسم کا روزہ'' کے موضوع پر جناب نور الوریٰ نے بیان فرمایا۔ عشاء کی نماز کے بعد جناب شجاع الدین شیخ کو دعوت خطاب دی گئی۔ انہوں نے ''رفقاء کا نظم سے تعلق'' کے عنوان پر انتہائی مدلل انداز میں بیان کیا۔ جناب اقبال کمال نے سونے کے آداب بیان کیے اور شکیل احمد نے شرکاء کو مسجد میں قیام اور آرام کے آداب بتائے۔ اس کے بعد شرکاء کے آرام کے لیے وقفہ کیا گیا۔

نماز تہجد کی ادائیگی انفرادی طور پر کی گئی۔ نماز فجر کے بعد جناب شجاع الدین شیخ نے استقبال رمضان اور رمضان کے بابرکت ایام سے بھرپور استفادہ کرنے کے حوالے سے گفتگو کی، جسے عام نمازیوں نے بھی بہت پسند کیا اور بھرپور توجہ سے سنا۔ پروگرام کے آخر میں جناب شکیل احمد نے حلقہ لاہور شرقی میں ہونے والے دورہ جات ترجمہ قرآن و خلاصہ مضامین کی تفصیلات بتائیں۔ اجتماعی دعا کے ساتھ اجلاس اختتام پذیر ہوا۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کی مساعی اور شرکت کرنے والوں کے وقت کو اقامت دین کی جدوجہد میں قبول فرمائے۔ آمین یارب العالمین!

The Burning Hatred of Burma’s Ugly Buddhists

News Report

Islamophobic Anti-Muslim protestors supported by equally Islamophobic Buddhist monks gathered in Burma’s main city of Rangoon this week to denounce the United Nations for “bullying” their country into accepting desperate migrants who have been stranded at sea in abandoned boats.

People waving multi-colored Buddhist flags led a column of several hundred marchers as they chanted slogans against the Rohingya minority who, with their distinct language and darker skin, are considered outsiders and denied citizenship in Burma, also known as Myanmar.

It was the latest in a series of Buddhist hate rallies in the country, a phenomenon that has become common here but has yet to penetrate the psyches of many Westerners who associate saffron-robed monks with peace and compassion.

“Yes, we have compassion for all people in our Buddhism, but we have to protect ourselves against our enemies,” said Thuta Nanda, a monk, as people gathered with placards and T-shirts bearing slogans urging the international community to “Stop blaming Myanmar” for the Myanmar Rohingya genocide.

“In Buddhism, we want to help others,” added protester Htet Htet Soe Oo, “but Muslims are different, their religion teaches that they should kill us.”

If any group of people could benefit from the compassion that many associate with the teachings of the Buddha, it is Burma’s Rohingya Muslims. The group of roughly 1.8 million is almost completely friendless, widely hated inside predominantly Buddhist Burma and unwanted by neighboring countries.

Thousands of people from the group, along with others from Bangladesh, were left to fend for themselves at sea with limited food and water after Indonesia, Thailand, and Malaysia began pushing away boats approaching their shores.

In the meantime, leaders met in Thailand for a regional summit to discuss the boat crises. But, as many expected, little was achieved at the meeting as Burma complained of "finger pointing."

The protesters in Rangoon were from a coalition of groups with suggestive names: the National Defense Council, Buddhist Youth, Nationalist Blood, Future Light and the Patriotic Youth Network were all in attendance. They rejected claims that people on board stranded boats were from their country, contradicting reports by aid agencies that Rohingya from Burma make up a large proportion of those involved in the crisis. “There is no such thing in Myanmar as Rohingya!” they chanted.

Nationalists deny that the Rohingya are even a real ethnicity, and prefer to call them “Bengalis” as a way of stressing the belief that the group don’t belong in Burma and are interlopers from Bangladesh, in the process throwing a thousand-year authentic history in the garbage bin. Rohingyas, supported by human-rights advocates, say their families have lived in Burma for generations, some documented evidence suggesting for as long as 1300 years! As far as many Buddhists are concerned though, the minority is part of an influx of Muslims that has become a ‘racial, religious and national threat’.

During hate-driven outbreaks of violence across the country since 2012, including against Muslims who are not Rohingya, Buddhist mobs with sticks and machetes have slaughtered men, women and children and burned down entire villages.

The violence has been accompanied by a rise in online hate speech against Rohingya Muslims.

The United Nations estimates that at least 150,000 Rohingya have fled persecution in the country since the 2012 attacks began. Despite that, Burma’s government maintains that the country is not responsible for the exodus of Rohingyas by sea, and has instead blamed criminal traffickers!

Meanwhile nationalists and government Propagandists have seized on the ‘Peace Loving Buddhist Monk’ narrative, as evidence that their country is doing more than its fair share to help. “Myanmar is the kindest country in the world,” said San Di Thwin Mar Oo.

For the Rohingya, that couldn't be farther from the truth; even apparently liberal monks are reluctant to defend them.

Aung San Suu Kyi, the Nobel Prize winner, has not spoken a word in defense of the brutalized Rohingya. Ashin Assiriya, who was a key organizer in a pro-democracy uprising against Burma’s former military junta in 2007, is one of the few monks in Burma who dares to speak out against his fellow clergymen who belong to the ‘969 Movement’, a bigoted and radical anti-Muslim group. But defending the Rohingya, specifically, is far more controversial than defending Burma’s other Muslims. “I cannot talk about the citizenship of the Rohingya,” he told The Daily Beast. “That’s a problem for the immigration department.”

<u>Source adapted from:</u> **The Daily Beast**

حلقہ لاہور شرقی کی مقامی تنظیم ”شاہدرہ“ میں ڈاکٹر سید اقبال حسین کا بطور امیر تقرر

☆ امیر حلقہ لاہور شرقی کی طرف سے مقامی تنظیم شاہدرہ میں تقرر امیر کے لیے موصولہ ان کی اپنی تجویز اور رفقاء کی آراء کی روشنی میں امیر محترم نے مرکزی مجلس عاملہ کے اجلاس منعقدہ 21 مئی 2015ء میں مشورہ کے بعد ڈاکٹر سید اقبال حسین کو مقامی تنظیم کا امیر مقرر فرمایا۔

حلقہ کراچی شمالی کی مقامی تنظیم ”اورنگی ٹاؤن“ میں محمد عمران کا بطور امیر تقرر

☆ امیر حلقہ کراچی شمالی کی طرف سے مقامی تنظیم اورنگی ٹاؤن میں تقرر امیر کے لیے موصولہ ان کی اپنی تجویز اور رفقاء کی آراء کی روشنی میں امیر محترم نے مرکزی مجلس عاملہ کے اجلاس منعقدہ 21 مئی 2015ء میں مشورہ کے بعد محمد عمران کو مقامی تنظیم کا امیر مقرر فرمایا۔

حلقہ کراچی شمالی کی مقامی تنظیم ”گلشن اقبال“ میں سید مطیع الرحمٰن کا بطور امیر تقرر

☆ امیر حلقہ کراچی شمالی کی طرف سے مقامی تنظیم گلشن اقبال میں تقرر امیر کے لیے موصولہ ان کی اپنی تجویز اور رفقاء کی آراء کی روشنی میں امیر محترم نے مرکزی مجلس عاملہ کے اجلاس منعقدہ 21 مئی 2015ء میں مشورہ کے بعد سید مطیع الرحمٰن کو مقامی تنظیم کا امیر مقرر فرمایا۔

حلقہ کراچی شمالی کی مقامی تنظیم ”گلستان جوہر I“ میں عارف جمال فیاضی کا بطور امیر تقرر

☆ امیر حلقہ کراچی شمالی کی طرف سے مقامی تنظیم گلستان جوہر I میں تقرر امیر کے لیے موصولہ ان کی اپنی تجویز اور رفقاء کی آراء کی روشنی میں امیر محترم نے مرکزی مجلس عاملہ کے اجلاس منعقدہ 21 مئی 2015ء میں مشورہ کے بعد عارف جمال فیاضی کو مقامی تنظیم کا امیر مقرر فرمایا۔

حلقہ کراچی شمالی کی مقامی تنظیم ”گلستان جوہر II“ میں آصف حبیب پراچہ کا بطور امیر تقرر

☆ امیر حلقہ کراچی شمالی کی طرف سے مقامی تنظیم گلستان جوہر II میں تقرر امیر کے لیے موصولہ ان کی اپنی تجویز اور رفقاء کی آراء کی روشنی میں امیر محترم نے مرکزی مجلس عاملہ کے اجلاس منعقدہ 21 مئی 2015ء میں مشورہ کے بعد آصف حبیب پراچہ کو مقامی تنظیم کا امیر مقرر فرمایا۔

ضرورت رشتہ

☆ فیصل آباد میں رہائش پذیر فیملی کو اپنی دو یتیم بیٹیوں کے لئے برسرروزگار لڑکوں کے رشتے درکار ہیں۔ حافظ قرآن، عمر 25، سال، تعلیم ایم اے اسلامیات،
حافظ قرآن، عمر 24، سال، تعلیم بی اے،

برائے رابطہ: 0312-9668645 0301-6660004 24

☆ فیصل آباد میں رہائش پذیر کشمیری بٹ فیملی کو اپنی دو بیٹیوں، عمر 29 سال تعلیم ترجمہ و تفسیر قرآن، ایم اے اردو —— عمر 30 سال، تعلیم ترجمہ وتفسیر قرآن، وبی ایس سی ریاضی کے لئے دینی مزاج کے حامل تعلیم یافتہ برسرروزگار لڑکوں کے رشتے درکار ہیں۔

برائے رابطہ: 0313-2214233

دعائے مغفرت

إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ

☆ حلقہ لاہور شرقی کے معتمد جناب عبدالمنان کے بھائی وفات پاگئے۔

☆ بہاولنگر تنظیم کے ملتزم رفیق شیخ الطاف حسین اور مبتدی رفیق زاہد محمود کے والد وفات پاگئے۔

☆ تنظیم اسلامی حلقہ آزاد کشمیر کے رفیق محترم راجہ محمد اکرم کے صاحب زادے ٹارگٹ کلنگ کے نتیجے میں وفات پاگئے

اللہ تعالیٰ مرحومین کی مغفرت فرمائے، اور پس ماندگان کو صبر جمیل کی توفیق دے۔
قارئین سے بھی مرحومین کے لیے دُعائے مغفرت کی اپیل ہے۔

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلَهُمْ وَارْحَمْهُمْ وَاَدْخِلْهُمْ فِيْ رَحْمَتِكَ وَحَاسِبْهُمْ حِسَابًا يَّسِيْرًا

رفقاء متوجہ ہوں

رفقاء کے تحریری سوالات اور
امیر تنظیم اسلامی **حافظ عاکف سعید** حفظہ اللہ
کے جوابات پر مشتمل **ماہانہ پروگرام**
تنظیم اسلامی کی ویب سائیٹ www.tanzeem.org پر

امیر سے ملاقات

کے عنوان سے دیکھا جاسکتا ہے

☆ رفقاء تنظیم پروگرام کے لیے سوالات اپنے نام اور مقامی تنظیم وحلقہ کے حوالہ کے ساتھ ہر ماہ کی 20 تاریخ تک درج ذیل ذرائع سے بھجوا سکتے ہیں۔
i) بذریعہ ای میل: media@tanzeem.org پر۔ ii) بذریعہ خط: K-36 ماڈل ٹاؤن لاہور کے پتے پر۔
iii) بذریعہ SMS موبائل نمبر 0312-4024677 پر۔

خالصتاً فقہی نوعیت کے سوالات کے جوابات نہیں دیئے جائیں گے

المعلن: مرزا ایوب بیگ (ناظم نشر واشاعت تنظیم اسلامی) K-36 ماڈل ٹاؤن لاہور 042-35869501-3/042-35856304